احمدی نوجوانوں کیلئے

مدیر
منصور احمد نورالدین

مئی 2006ء

قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

محترم صدر صاحب کا پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 17رفروری 2006ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بعض ممالک کی طرف سے کی گئی گستاخانہ کارروائیوں پر جماعت احمدیہ عالمگیر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت تصویر دنیا کے سامنے پیش کریں اور اپنے قادر و مقتدر خدا کے آگے جھکیں اور اس سے مدد مانگیں۔ اگر یہ لوگ عذاب کی طرف ہی بڑھ رہے ہیں تو وہ خدا جو اپنی اور اپنے پیاروں کی غیرت رکھنے والا ہے، اپنی قہری تجلیات کے ساتھ آنے کی بھی طاقت رکھتا ہے۔ وہ جو سب طاقتوں کا مالک ہے، وہ جو انسان کے بنائے ہوئے قانون کا پابند نہیں ہے، ہر چیز پر قادر ہے، اس کی چکّی جب چلتی ہے تو پھر انسان کی سوچ اس کا احاطہ نہیں کرسکتی، پھر اس سے کوئی بچ نہیں سکتا''۔

(الفضل انٹرنیشنل 10 تا 16 مارچ 2006ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد

monthlykhalid52@yahoo.com

مئی 2006ء
ہجرت 1385 ہش

جلد 53
شمارہ نمبر 5

مدیر
منصور احمد نورالدین

مجلس ادارت
لئیق احمد ناصر چوہدری، طارق حیات
وقار احمد، سید عطاء الواحد رضوی

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر پبلشر: قمر احمد محمود مینیجر: عزیز احمد پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر
مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی قیمت ۱۰ روپے ۔۔۔ سالانہ ۱۰۰

Ph: +92 47 6212349 - 6215415 - 6212685 Fax: +92 47 6213091

اداریہ

خلافت

خدا تعالیٰ کا بنی نوع انسان پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ وہ اس کی راہنمائی کے لئے اپنے فرستادے دنیا میں نازل میں فرماتا ہے مگر یہ بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ بوجہ بشر ہونے کے ان کا اس دنیا سے کوچ کرنے کا بھی ایک وقت ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا میں ایک زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا ازسرنو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے“۔

(الحکم ۱۴؍اپریل ۱۹۰۸ء)

ایسے میں اللہ تعالیٰ اپنی ایک اور قدرت کا اظہار فرماتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304 تا 307)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس دوسری قدرت کو خدا ہمارے لئے بھیجے گا اور یہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی۔ یعنی انتخاب بھی خدا کا ہوگا اور ہمیشہ ہمیش تائید بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی چلی جائے گی۔ اس بات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

”چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں، عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں، کس میں قوت انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے اس لئے جناب الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (النور ۵۶): خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اب واقعات صحیحہ سے دیکھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے کہ نہیں؟ یہ تو صحیح بات ہے کہ وہ خلیفہ ہوئے اور ضرور ہوئے...... پھر میری سمجھ میں تو یہ بات آ نہیں سکتی اور نہ اللہ تعالیٰ کو قوی، عزیز، حکیم خدا ماننے والا کبھی وہم بھی کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر بندوں کا انتخاب غالب آ گیا تھا۔ منشاءِ الٰہی نہ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے۔

غرض یہ بالکل سچی بات ہے کہ خلفائے ربّانی کا انتخاب انسانی دانشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اگر انسانی دانش ہی کا کام ہوتا

ہے تو کوئی بتائے کہ وادیٔ غیر ذی زرع میں وہ کیونکر تجویز کر سکتی ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ایسی جگہ ہوتا جہاں جہاز پہنچ سکتے۔ دوسرے ملکوں اور قوموں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے اسباب میسر ہوتے۔ مگر نہیں۔ وادیٔ غیر ذی زرع ہی میں انتخاب فرمایا اس لئے کہ انسانی عقل ان اسباب و وجوہات کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھی جو اس انتخاب میں تھی اور ان نتائج کا اس کو علم ہی نہ تھا جو پیدا ہونے والے تھے۔ عملی رنگ میں اس کے سوا دوسرا منتخب نہیں ہوا اور پھر جیسا کہ عام انسانوں اور دنیاداروں کا حال ہے اور وہ ہر روز غلطیاں کرتے ہیں نقصان اٹھاتے اور آخر خائب و خاسر ہو کر اور بہت سی حسرتیں اور آرزوئیں لے کر مر جاتے ہیں۔ لیکن جناب الٰہی کا انتخاب بھی ایک انسان ہی ہوتا ہے۔ اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی۔ وہ جدھر منہ اٹھاتا ہے اُدھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور وہ فضل، شفا، نور اور رحمت کہلاتا ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۲۲۵)

جب خدا دنیا میں اپنا نمائندہ بھیجتا ہے تو پھر اس کے وجود کے ساتھ ہر قسم کے انعامات کو جوڑ دیا جاتا ہے۔ خدا کا ہاتھ اس کے سر پر ہوتا ہے۔ اس کو قبولیت دعا کا شرف عطا کیا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعود نے ایک جگہ بیان فرمایا ہے کہ:-

"اللہ تعالیٰ جس کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے...... میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی"۔

(انوار العلوم جلد ۲ صفحہ ۴۷، منصب خلافت صفحہ ۳۲)

اللہ تعالیٰ نے ہم سب لوگوں کو خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع کر رکھا ہے اور اسی وحدت میں برکت ہے۔ خلافت ہی وہ ذریعہ ہے جس سے ہم لوگ نبوت کے انعاموں کو اپنے لئے دائمی بنا سکتے ہیں۔ خلافت ہمارے لئے ایک حصن حصین ہے جس کے ساتھ وابستگی میں ہم محفوظ و مامون ہیں۔ خلافت ہی کی بدولت آج ظلمت سے نکل کر نور کی طرف سفر کر سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:-

"چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔

(خطبات نور صفحہ 131)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ ہمیش خلافت کے وجود باجود سے وابستہ رکھے۔ آمین
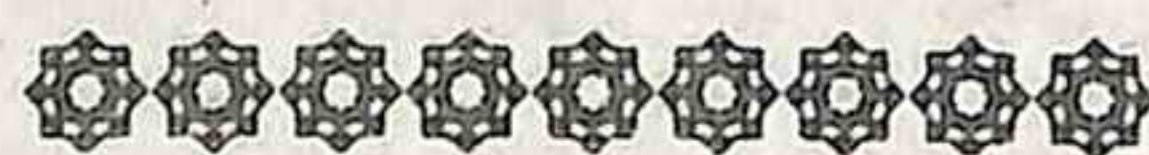
خلافت کا فدائی بن............

(مکرم قیس مینائی صاحب)

خلافت بھی ہے آئینہ، زباں بھی محوِ حیرت ہے / نہ یارائے خموشی ہے، نہ گویائی کی طاقت ہے

امامِ وقت سے جس کو حصولِ شرفِ بیعت ہے / مقدّر کا دھنی ہے خِشتِ تعمیر جماعت ہے

گلے میں آج تک ابلیس کے جو طوقِ لعنت ہے / یہ لعنت صرف انکارِ خلافت کی بدولت ہے

خلافت کا قیام آخر جماعت کی ضرورت ہے / خلافت کا نظام آخر خدا کی ایک سنت ہے

خلافت احمدیت، احمدیت اِک خلافت ہے / خلافت درحقیقت ناظمِ تنظیمِ ملت ہے

خلافت اصل میں اِک چشمۂ فیضِ رسالت ہے / کہ اجراءِ خلافت بھی تقاضائے نبوت ہے

خلافت ایک انعامِ خداوندی کی صورت ہے / سروں پر مومنوں کے یہ خدا کا دستِ شفقت ہے

خلافت گو بظاہر صرف اِک امرِ خلافت ہے / پسِ پردہ مگر اِس کے نہاں اِک رازِ قدرت ہے

خلافت فاتحِ عالَم ہے، خلافت بابِ نصرت ہے / خلافت ایک طاقت ہے خدا کا دستِ قدرت ہے

خلافت مہدی معہود کی زندہ کرامت ہے / خلافت مہدی مسعود کی ہم میں امانت ہے

خلافت نورِ دوراں ہے چراغِ راہِ ظلمت ہے / خلافت درحقیقت جلوۂ مہرِ رسالت ہے

خلافت مظہرِ قدرت ہے اِک ظلِ نبوت ہے / خلافت اصل میں آئینۂ اسرارِ قدرت ہے

خلافت مہدی معہود کی احیاءِ اُمت ہے / محمد مصطفیٰؐ کی یہ بھی اِک زندہ کرامت ہے

خدا کا اِک عطیہ ہے خدا کی ایک نعمت ہے / سراسر حسن و احساں ہے سراسر فضل و رحمت ہے

نہ دنیاوی حکومت ہے نہ دنیاوی سیاست ہے / قلوب مومناں تک بس خلافت کی حکومت ہے

حکومت ہے نہ طاقت ہے نہ دولت ہے نہ ثروت ہے / خلافت ہی کے دَم سے آج (دعوت) و اشاعت ہے

خلافت قلعۂ (دین) و استحکامِ اُمّت ہے / خلافت ہی کہ دَم سے زندہ پھر دیں کی امامت ہے

خلافت درحقیقت اِک کلیدِ فتح و نصرت ہے / خلافت ہی کے دم سے واردِ حق و صداقت ہے

خلافت محورِ اعظم، محیط ہر نظامت ہے / خلافت ہی کے دَم سے گرمیٔ نشر و اشاعت ہے

خلافت دائرہ ہے، نقطۂ پُرکارِ عظمت ہے خلافت ہی کے دَم سے سرنگوں تثلیث و کثرت ہے
خلافت ہی کے دم سے آج روشن شمع وحدت ہے خلافت ہی کے دَم سے آج فرقِ نور وظلمت ہے
خلافت جلوہ گاہِ جلوۂ حُسنِ رسالت ہے خلافت آئینہ دارِ کمالات نبوت ہے
گیا دَورِ خزاں اب فصلِ گُل کی پھر حکومت ہے خلافت ہی کی برکت سے یہ دُنیا باغِ جنت ہے
خلافت کا نہ ہونا خلفشار مرکزیت ہے کہ فقدانِ خلافت انتشارِ احمدیت ہے
نہ طوفانوں کا خطرہ ہے نہ خوف زلزلہ اس کو خلافت ایک پختہ اور مستحکم عمارت ہے
جماعت بھی منظّم اور مرکز بھی ہے مستحکم امام وقت میں بھی انتظامی قابلیت ہے
زمامِ ملت بیضا ہے اب دستِ خلافت میں خلافت عظمتِ دیں ہے وقارِ احمدیت ہے
جماعت کو بھلا پھر کس لئے ہو خوفِ ناکامی کہ جب ہم میں قیادت ہے، خلافت اور امامت ہے
خلافت کا فدائی بن امامت پر فدا ہو جا اگر اے قیس تجھ کو اِدّعاءِ احمدیت ہے

(روزنامہ الفضل ۲۵ مئی ۱۹۷۶ء)

خلیفۂ وقت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

"جب تک بار بار ہم سے مشورے نہیں لیں گے اس وقت تک ان کے کام میں کبھی برکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ نہیں دی میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے۔ انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے انہیں نہیں بتاتا۔ پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی۔

......وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔"

(الفضل 20 نومبر 1946ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

زیر نظر مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بیان ہونے والے شہ پارے پیش کئے جا رہے جن میں جہاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان ہوتی ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لاانتہا عشق کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ مدیر

(لئیق احمد ناصر چوہدری)

دَر دِلم جوشد ثنائے سرورے

''درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل و اصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالَم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا اور وہ مربی اور نفع رسان کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہِ راست پر لایا وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھوڑایا وہ نور اور نور افشان کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مردوں کو زندگی کا پانی پلایا وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے اُمت کے لئے غم کھایا اور درد اُٹھایا وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک میں ملایا۔ وہ کامل موحد اور بحر عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا وہ معجزہ قدرت رحمٰن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علوم حقانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کو ملزم ٹھہرایا''۔

دَر دِلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ جانش عاشق یار ازل
آنکہ روحش واصل آں دلبرے

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد نمبر ا صفحہ ۱۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ضرورت زمانہ تھی

''وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالت موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادی آسمانی کی اشد محتاج تھی۔ اور جو تعلیم دی گئی۔ وہ بھی واقعہ میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی۔ اور ان تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں۔ اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی۔ اور لاکھوں سینوں میں لا الہ الا اللہ کا نقش جما دیا۔ اور جو نبوت کی علت غائی ہوتی ہے یعنی تعلیم اصول نجات کے اس کو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔ تو ان واقعات پر نظر ڈالنے سے بلا اختیار یہ شہادت دل سے جوش مار کر نکلے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور خدا کی طرف سے سچے ہادی ہیں۔ جو شخص تعصب اور ضدیت سے انکاری ہو۔ اس کی مرض تو لا علاج ہے۔ خواہ وہ خدا سے بھی منکر ہو جائے۔ ورنہ یہ سارے آثار صداقت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل طور پر جمع ہیں کسی اور نبی میں کوئی ایک تو ثابت کر کے دکھلاوے تا ہم بھی جانیں۔ منہ سے فضول باتیں بکنا کوئی بڑی بات نہیں جو جی چاہے بک لیا کون روکتا ہے۔ لیکن معقول طور پر مدلل بات کا مدلل جواب دینا شرط انصاف ہے''۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۱۱۲)

'صداقت ان کے چہرہ پر برس رہی ہے'

''خدائے تعالیٰ نے ایمان کا ثواب اکثر اسی امر سے مشروط کر رکھا ہے کہ نشان دیکھنے سے پہلے ایمان ہو۔ اور حق اور باطل میں فرق کرنے کیلئے یہ کافی ہے کہ چند قرائن جو وجہ تصدیق ہو سکیں اپنے ہاتھ میں ہوں اور تصدیق کا پلہ تکذیب کے پلہ سے بھاری ہو۔ مثلاً حضرت صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو انہوں نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا اور جب پوچھا گیا کہ کیوں ایمان لائے تو بیان کیا کہ میرے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امین ہونا ثابت ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انہوں نے کبھی کسی انسان کی نسبت بھی جھوٹ کو استعمال نہیں کیا چہ جائیکہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھیں۔ ایسا ہی اپنے اپنے مذاق پر ہر یک صحابی ایک ایک اخلاقی یا تعلیمی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ کر اور اپنی نظر دقیق سے اس کو وجہ صداقت ٹھہرا کر ایمان لائے تھے اور ان میں سے کسی نے بھی نشان نہیں مانگا تھا اور کاذب اور صادق میں فرق کرنے کے لئے ان کی نگاہوں میں یہ کافی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقویٰ کے اعلیٰ

مراتب پر ہیں اپنے منصب کے اظہار میں بڑی شجاعت اور استقامت رکھتے ہیں اور جس تعلیم کو لائے ہیں وہ دوسری سب تعلیموں سے صاف تر اور پاک تر اور سراسر نور ہے اور تمام اخلاق حمیدہ میں بے نظیر ہیں اور للٰہی جوش ان میں اعلیٰ درجہ کے پائے جاتے ہیں اور صداقت ان کے چہرہ پر برس رہی ہے۔ پس انہیں باتوں کو دیکھ کر انہوں نے قبول کر لیا کہ وہ درحقیقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اس جگہ یہ نہ سمجھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات ظاہر نہیں ہوئے بلکہ تمام انبیاء سے زیادہ ظاہر ہوئے لیکن عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اوائل میں کھلے کھلے معجزات اور نشان مخفی رہتے ہیں تا صادقوں کا صدق اور کاذبوں کا کذب پرکھا جائے۔ یہ زمانہ ابتلا کا ہوتا ہے اور اس میں کوئی کھلا کھلا نشان ظاہر نہیں ہوتا۔ پھر جب ایک گروہ صافی دلوں کا اپنی نظر دقیق سے ایمان لے آتا ہے اور عوام کالانعام باقی رہ جاتے ہیں تو ان پر حجت پوری کرنے کیلئے یا ان پر عذاب نازل کرنے کیلئے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر ان نشانوں سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو پہلے ایمان لا چکے تھے اور بعد میں ایمان لانے والے بہت کم ہوتے ہیں کیونکہ ہر روزہ تکذیب سے ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں اور اپنی مشہور کردہ راؤں کو وہ بدل نہیں سکتے آخر اسی کفر اور انکار میں واصل جہنم ہوتے ہیں''۔

(آئینہ کمالات ...... روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۳۷، ۳۳۸)

دلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جان محمد سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

دلبرا! مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

(آئینہ کمالات ...... 224)
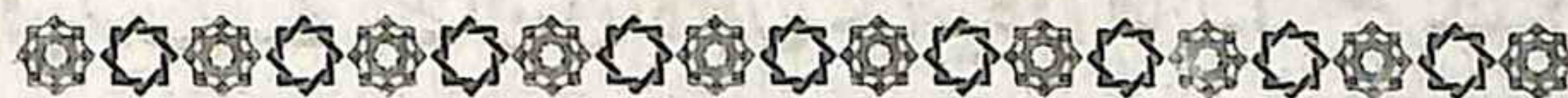
مشعل راہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰ر فروری ۲۰۰۶ کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

بعض مغربی ممالک کی ناعاقبت اندیشی

''آج کل ڈنمارک اور مغرب کے بعض ممالک کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انتہائی غلیظ اور مسلمانوں کے جذبات کو انگیخت کرنے والے، ابھارنے والے، کارٹون اخباروں میں شائع کرنے پر تمام اسلامی دنیا میں غم و غصے کی ایک لہر دوڑ رہی ہے اور ہر مسلمان کی طرف سے اس بارے میں ردعمل کا اظہار ہو رہا ہے۔ بہر حال قدرتی طور پر اس حرکت پر ردعمل کا اظہار ہونا چاہیے تھا۔ اور ظاہر ہے احمدی بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق میں یقیناً دوسروں سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا فہم و ادراک دوسروں سے بہت زیادہ ہے اور کئی احمدی خط بھی لکھتے ہیں اور اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں، تجاویز دیتے ہیں کہ ایک مستقل مہم ہونی چاہیے، دنیا کو بتانا چاہیے کہ اس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہے تو بہر حال اس بارے میں جہاں جہاں بھی جماعتیں Active ہیں وہ کام کر رہی ہیں لیکن جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارا ردعمل کبھی ہڑتالوں کی صورت میں نہیں ہوتا اور نہ آگیں لگانے کی صورت میں ہوتا ہے اور نہ ہی ہڑتالیں اور توڑ پھوڑ، جھنڈے جلانا اس کا علاج ہے''۔

مغرب کی مذہب سے بیزاری

''اس زمانے میں دوسرے مذاہب والے مذہبی بھی اور مغربی دنیا بھی اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کر رہے ہیں۔ اس وقت مغرب کو مذہب سے تو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ان کی اکثریت دنیا کی لہو و لعب میں پڑ چکی ہے اور اس میں اس قدر Involve ہو چکے ہیں کہ ان کا مذہب چاہے اسلام ہو، عیسائیت ہو یا اپنا کوئی اور مذہب جس سے یہ منسلک ہیں ان کی کچھ پرواہ نہیں وہ اس سے بالکل لاتعلق ہو چکے ہیں۔ اکثریت میں مذہب کے تقدس کا احساس ختم ہو چکا ہے بلکہ ایک خبر فرانس کی شاید پچھلے دونوں میں یہ بھی تھی کہ ہم حق رکھتے ہیں، ہم چاہے تو، نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کا بھی

کارٹون بنا سکتے ہیں۔ تو یہ تو ان لوگوں کا حال ہو چکا ہے۔ اس لئے اب دیکھ لیں یہ کارٹون بنانے والوں نے جو انتہائی قبیح حرکت کی ہے اور جیسی یہ سوچ رکھتے ہیں اور اسلامی دنیا کا جو ردّ عمل ظاہر ہوا ہے اس پر ان میں سے کئی لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ یہ ردّ عمل اسلامی معاشرے اور مغربی سیکولر جمہوریت کے درمیان تصادم ہے حالانکہ اس کا معاشرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب تو ان لوگوں کی اکثریت جیسا کہ مَیں نے کہا اخلاق باختہ ہو چکی ہے۔ آزادی کے نام پر بے حیائیاں اختیار کی جا رہی ہیں، حیا تقریباً ختم ہو چکی ہے۔

بہرحال اس بات پر بھی ان میں سے ہی بعض ایسے لکھنے والے شرفاء ہیں یا انصاف پسند ہیں انہوں نے اس نظریے کو غلط قرار دیا ہے کہ اس ردّ عمل کو اسلام اور مغربی سیکولر جمہوریت کے مقابلے کا نام دیا جائے۔ انگلستان کے ہی ایک کالم لکھنے والے رابرٹ فسک (Robert Fisk) نے کافی انصاف سے کام لیتے ہوئے لکھا ہے۔ ڈنمارک کے ایک صاحب نے لکھا تھا کہ اسلامی معاشرے اور مغربی سیکولرازم کا تصادم نہیں ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ آزادیٔ اظہار کا مسئلہ بھی نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق پیغمبر پر خدا نے براہ راست اپنی تعلیمات نازل کیں وہ زمین پر خدا کے ترجمان ہیں جبکہ یہ (یعنی عیسائی) سمجھتے ہیں، (اب یہ عیسائی لکھنے والا لکھ رہا ہے) کہ انبیاء اور ولی ان کی تعلیمات انسانی حقوق اور آزادیوں کے جدید تصور سے ہم آہنگ نہ ہونے کے سبب تاریخ کے دھندلکوں میں گم ہو گئے ہیں۔ مسلمان مذہب کو اپنی زندگی کا حصہ سمجھتے ہیں اور صدیوں کے سفر اور تغیرات کے باوجود ان کی یہ سوچ برقرار ہے جبکہ ہم نے مذہب کو عملاً زندگی سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اس لئے ہم اب مسیحیت بمقابلہ اسلام نہیں بلکہ مغربی تہذیب بمقابلہ اسلام کی بات کرتے ہیں اور اس بنیاد پر یہ بھی چاہتے ہیں کہ جب ہم اپنے پیغمبروں یا ان کی تعلیمات کا مذاق اڑا سکتے ہیں تو آخر باقی مذاہب کا کیوں نہیں۔

پھر لکھتے ہیں کہ کیا یہ رویہ اتنا ہی بے ساختہ ہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ کوئی 10-12 برس پہلے ایک فلم Last Temptation of Christ ریلیز ہوئی تھی جس میں حضرت عیسیٰؑ کو ایک عورت کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دکھانے پر بہت شور مچا تھا۔ اور پیرس میں کسی نے مشتعل ہو کر ایک سینما کو نذر آتش کر دیا تھا۔ ایک فرانسیسی نوجوان قتل بھی ہوا تھا۔ اس بات کا کیا مطلب ہے۔ ایک طرف تو ہم میں سے بھی بعض لوگ مذہبی جذبات کی توہین برداشت نہیں کر پاتے مگر ہم یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ مسلمان آزادی اظہار کے ناطے گھٹیا ذوق کے کارٹونوں کی اشاعت پر برداشت سے کام لیں۔ کیا یہ درست رویہ ہے۔ جب مغربی رہنما یہ کہتے ہیں کہ وہ اخبارات اور آزادی اظہار پر قدغن نہیں لگا سکتے تو مجھے ہنسی آتی ہے۔

کہتے ہیں کہ اگر متنازعہ کارٹونوں میں پیغمبر اسلام کی بجائے بم والے ڈیزائن کی ٹوپی کسی یہودی ربی (Rabbi) کے سر پر دکھائی جاتی تو کیا شور نہ مچتا کہ اس سے اینٹی سمٹ ازم (Anti Semitism) کی بُو آتی ہے یعنی یہودیوں کے خلاف مخالفت کی بُو آتی ہے اور یہودیوں کی مذہبی دلآزاری کی جارہی ہے۔ اگر آزادی اظہار کی حرمت کا ہی معاملہ ہے تو پھر فرانس، جرمنی یا آسٹریلیا میں اس بات کو چیلنج کرنا قانوناً کیوں جرم ہے کہ دوسری عالمی جنگ میں یہودیوں کی نسل کشی نہیں کی گئی۔ ان کارٹونوں کی اشاعت سے اگر ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوئی جو مسلمانوں میں مذہبی اصلاح یا اعتدال پسندی کے حامی ہیں اور روشن خیالی کے مباحث کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو اس پر بہت کم لوگوں کو اعتراض ہوتا۔ لیکن ان کارٹونوں سے سوائے اس کے کیا پیغام دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام ایک پُر تشدد مذہب ہے۔ ان کارٹونوں نے جہاں چہار جانب اشتعال پھیلانے کے اور کیا مثبت اقدام کیا ہے"۔

(روزنامہ جنگ لندن ۷ رفروری ۲۰۰۶)

قرآن مجید میں تنبیہ

"..........پھر یہ بھی ایک تجویز ہے آئندہ کے لئے، یہ بھی جماعت کو پلان (Plan) کرنا چاہیے کہ نوجوان جرنلزم (Journalism) میں زیادہ سے زیادہ جانے کی کوشش کریں جن کو اس طرف زیادہ دلچسپی ہوتا کہ اخباروں کے اندر بھی ان جگہوں پر بھی، ان لوگوں کے ساتھ بھی ہمارا نفوذ رہے۔ کیونکہ یہ حرکتیں وقتاً فوقتاً اٹھتی رہتی ہیں۔ اگر میڈیا کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وسیع تعلق قائم ہوگا تو ان چیزوں کو روکا جاسکتا ہے، ان بیہودہ حرکات کو روکا جاسکتا ہے۔ اگر پھر بھی اس کے بعد کوئی ڈھٹائی دکھاتا ہے تو پھر ایسے لوگ اس زمرے میں آتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔

یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔ (الاحزاب:58)

یہ حکم ختم نہیں ہوگیا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں۔ آپ کی تعلیم ہمیشہ زندگی دینے والی تعلیم ہے۔ آپ کی شریعت ہر زمانے کے مسائل حل کرنے والی شریعت ہے۔ آپ کی پیروی کرنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب ملتا ہے۔ تو اس لئے یہ جو تکلیف ہے یہ آپ کے ماننے والوں کو جو تکلیف پہنچائی جارہی ہے کسی بھی ذریعہ سے اس پر بھی آج صادق آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات زندہ ہے وہ دیکھ رہی ہے کہ کیسی حرکتیں کر رہے ہیں"۔

دنیا کو آگاہ کرنا ہمارا فرض ہے

"پس دنیا کو آگاہ کرنا ہمارا فرض ہے۔ دنیا کو ہمیں بتانا ہو گا کہ جو اذیت یا تکلیف تم پہنچاتے ہو اللہ تعالیٰ اس کی سزا آج بھی دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس لئے اللہ اور اس کے رسول کی دلآزاری سے باز آؤ۔ لیکن جہاں اس کے لئے اسلام کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے بارے میں دنیا کو بتانا ہے وہاں اپنے عمل بھی ہمیں ٹھیک کرنے ہوں گے۔ کیونکہ ہمارے اپنے عمل ہی ہیں جو دنیا کے منہ بند کریں گے اور یہی ہیں جو دنیا کا منہ بند کرنے میں سب سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے رپورٹ میں بتایا تھا وہاں ایک مسلمان عالم پر یہی الزام منافقت کا لگایا جا رہا ہے کہ ہمیں کچھ کہتا ہے اور وہاں جا کے کچھ کرتا ہے، ابھارتا ہے۔ وہ شاید مَیں نے رپورٹ پڑھی نہیں۔ تو ہمیں اپنے ظاہر اور باطن کو، اپنے قول و فعل کو ایک کر کے یہ عملی نمونے دکھانے ہوں گے۔

......کہلانے والوں کو بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ قطع نظر اس کے کہ احمدی ہیں یا نہیں، شیعہ ہیں یا سنی ہیں کسی بھی دوسرے ......فرقے سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر جب حملہ ہو تو وقتی جوش کی بجائے، جھنڈے جلانے کی بجائے، توڑ پھوڑ کرنے کی بجائے، ایمبیسیوں پر حملے کرنے کی بجائے اپنے عملوں کو درست کریں کہ غیر کو انگلی اٹھانے کا موقع ہی نہ ملے۔ کیا یہ آگیں لگانے سے سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور مقام کی نعوذ باللہ صرف اتنی قدر ہے کہ جھنڈے جلانے سے یا کسی سفارتخانے کا سامان جلانے سے بدلہ لے لیا۔ نہیں ہم تو اس نبی کے ماننے والے ہیں جو آگ بجھانے آیا تھا، وہ محبت کا سفیر بن کر آیا تھا، وہ امن کا شہزادہ تھا۔ پس کسی بھی سخت اقدام کی بجائے دنیا کو سمجھائیں اور آپ کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بتائیں"۔

کثرت سے درود شریف کا ورد

"اللہ تعالیٰ......کو عقل اور سمجھ دے لیکن مَیں احمدیوں سے یہ کہتا ہوں کہ ان کو تو پتہ نہیں یہ عقل اور سمجھ آئے کہ نہ آئے لیکن آپ میں سے ہر بچہ، بوڑھا، ہر جوان، ہر مرد اور ہر عورت بیہودہ کارٹون شائع ہونے کے ردّ عمل کے طور پر اپنے آپ کو ایسی آگ لگانے والوں میں شامل کریں جو کبھی نہ بجھنے والی آگ ہو، جو کسی ملک کے جھنڈے یا جائیدادوں کو لگانے والی آگ نہ ہو جو چند منٹوں میں یا چند گھنٹوں میں بجھ جائے۔ اب بڑے جوش سے لوگ کھڑے ہیں (پاکستان کی ایک تصویر تھی) آگ لگا رہے ہیں جس طرح کوئی بڑا معرکہ مار رہے ہیں۔ یہ پانچ منٹ میں آگ بجھ جائے گی، ہماری آگ تو ایسی ہونی چاہیے جو ہمیشہ لگی رہنے والی آگ ہو۔ وہ آگ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و

محبت کی آگ جو آپ ؐ کے ہر اُسوہ کو اپنانے اور دنیا کو دکھانے کی آگ ہو۔ جو آپ کے دلوں اور سینوں میں لگے تو پھر لگی رہے۔ یہ آگ ایسی ہو جو دعاؤں میں بھی ڈھلے اور اس کے شعلے ہر دم آسماں تک پہنچتے رہیں۔

پس یہ آگ ہے جو ہر احمدی نے اپنے دل میں لگانی ہے اور اپنے درد کو دعاؤں میں ڈھالنا ہے۔ لیکن اس کے لئے پھر وسیلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بننا ہے۔ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو کھینچنے کے لئے، دنیا کی لغویات سے بچنے کے لئے، اس قسم کے جو فتنے اٹھتے ہیں ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود بھیجنا چاہیے۔ کثرت سے درود بھیجنا چاہیے۔ اس پُرفتن زمانے میں اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈبوئے رکھنے کے لئے اپنی نسلوں کو احمدیت اور (دین حق) پر قائم رکھنے کے لئے ہر احمدی کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو سختی سے پابندی کرنی چاہیے کہ

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا.

(الاحزاب : ۵۷)

کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجا کرو کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا، بلکہ اس کے تو کئی حوالے ہیں کہ مجھ پر تو اللہ اور اس کے فرشتوں کا درود بھیجنا ہی کافی ہے تمہیں جو حکم ہے وہ تمہیں محفوظ رکھنے کے لئے ہے"۔

قبولیت دعا کا راز

"پس ہمیں اپنی دعاؤں کی قبولیت کے لئے اس درود کی ضرورت ہے۔ باقی اس آیت اور اس حدیث کا جو پہلا حصہ ہے اس سے اس بات کی ضمانت مل گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو گرانے اور استہزاء کی چاہے یہ لوگ جتنی مرضی کوشش کرلیں اللہ اور اس کے فرشتے جو آپ پر سلامتی بھیج رہے ہیں ان کی سلامتی کی دعا سے مخالف کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر حملوں سے ان کو کبھی کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور انشاء اللہ (دین حق) نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے اور تمام دنیا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرانا ہے"۔

(الفضل انٹرنیشنل ۳ تا ۹ مارچ ۲۰۰۶ء)

درس حدیث
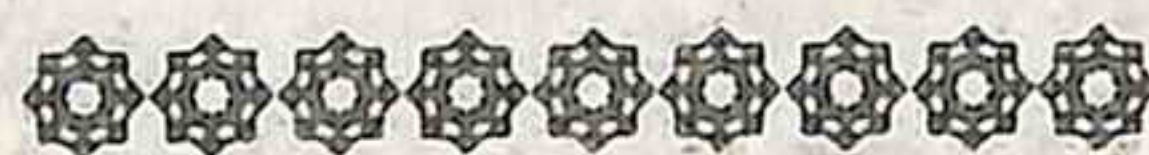
یورپین اقوام کی ترقی اوران کی حیرت انگیز ایجادات

(حضرت میر محمد اسحٰق صاحب)

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف جماعت کے ساتھ ادافرمائی بعدازاں آپ نے فرمایا:-

کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں جو (قیامت تک) دنیا میں ہونے والا ہو۔مگر میں نے اسے نہ دیکھا ہو۔حتی کہ جنت دوزخ بھی مجھے اس مقام پر دکھائے گئے۔

ہم احمدیہ جماعت کے افراد موجودہ زمانہ کی اقوام یورپ کے تمام شعبوں میں ترقی کر جانے کی وجہ سے اُن احادیث کی بنا پر جو حضور علیہ السلام نے بیان فرمائیں ان اقوام کو دجال اور یاجوج وماجوج کہتے ہیں کیونکہ جو جو علامات حضور علیہ السلام نے ان کے متعلق بیان فرمائیں وہ ایک اور ایک دو کی طرح پوری ہوگئیں۔ آپؐ نے فرمایا تھا۔ کہ یاجوج ماجوج سرخ رنگ کی مخلوق ہیں جو آگ اور پانی سے کام لیں گے۔

یہ تمام علامات جو مخبر صادق محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل بیان فرمائیں۔تمام وکمال یورپین اقوام کے ذریعہ منظر عام پر آ گئی ہیں لیکن ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ ابھی دجال ظاہر نہیں ہوا۔ اسی طرح یاجوج ماجوج اقوام یورپ نہیں ۔ بلکہ وہ ابھی ظاہر نہیں ہوئے۔

ہمارے مخالفین کا یہ خیال قطعاً غلط ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میرے اس مقام پر مجھے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات دکھائے گئے۔ یہاں تک کہ جنت ودوزخ بھی۔ پہلے آپ کو مسلمانوں کا عروج وکمال دکھایا گیا ہوگا کہ وہ نہتے اور کنگال مسلمان جن کو مصائب وشدائد میں اپنے وطن سے بے وطن ہونا پڑا۔ایک قلیل عرصہ میں سپین سے لے کر اقصائے چین تک فرمانروا ہونگے۔

پھر عروج کے بعد دوبارہ زوال کے واقعات آپ کو دکھائے گئے ہوں کہ وہ مسلمان جو اکثر دنیا پر حاوی تھے اور ان کی سلطنت یورپ کے بعض حصوں پر سینکڑوں برس رہی۔ ان کی سلطنتیں ایک ایک کر کے ان کے ہاتھوں سے نکل رہی ہیں۔حضرت خلیفہ اوّل فرمایا کرتے تھے کہ میری زندگی میں کتنی ہی سلطنتیں مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گئیں۔ پھر آپؐ کو اسی نظارہ کے دوران میں یورپین اقوام کی ترقیات اوران کی ایجادات کا منظر دکھایا گیا ہوگا۔ چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک وقت میں زمین لوہے کی بن جائے گی۔اور اس امر سے کون انکار کرسکتا ہے۔ کہ تمام دنیا میں ریل گاڑی جاری ہوجانے کی وجہ سے ہر جگہ لوہے کی لائن بن گئی ہے۔جس سے فوراً لوہے کی زمین کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ پھر اسی زمانہ کے متعلق فرمایا کہ دجال کا

گدھا ستر باع لمبا ہوگا۔ تیز رفتار ہوگا۔ آنکھ جھپکنے میں کہیں کا کہیں پہنچ جائے گا۔ یہ تمام امور ریل پر چسپاں ہوتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ دجال تمام دنیا میں گھوم جائے گا۔ یہ تمام امور ریل پر چسپاں ہوتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ دجال تمام دنیا میں گھوم جائے گا۔ اس فرمان کی صداقت میں بھی کون شک وشبہ کرسکتا ہے۔ کونسا خطہ زمین ہے جہاں یورپین اقوام کے قدم نہ پہنچے ہوں۔ پھر یورپین اقوام کی تمدنی، معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی ترقی کا معیار بہت بلند ہے۔ کسی مذہب کے پیرو نہیں جو ان کے اثرات سے متاثر نہ ہوئے ہوں۔

اسی زمانہ کے متعلق یہ پیشگوئی بھی تھی کہ تمام دنیا ایک شہر کی مانند ہوجائے گی۔ چنانچہ کجا تو وہ زمانہ تھا کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کا سفر وبال جان ہوتا تھا اور کجا یہ کہ آج ہوائی جہازوں اور موٹروں کی وجہ سے آمدورفت میں کسی دقت کا نام ونشان نہیں۔ سات سات سومیل فی گھنٹہ رفتار والے جہاز ایجاد ہوچکے ہیں۔ پھر اس زمانہ میں ڈاک کا انتظام۔ ٹیلیفون اور ریڈیو وغیرہ ایجادات سے نامہ و پیام کی ترسیل میں کسی قسم کی مشقت برداشت نہیں کرنی پڑتی۔ کیا یہ ایجادات جن کے ذریعہ اقوام یورپ نے تمام دنیا پر اپنی سیادت کا سکہ جمالیا ہے معمولی ہیں؟ کیا تمام دنیا ایک شہر کی مانند نہیں ہوگئی؟ پھر اسی زمانہ کے متعلق یہ فرمایا گیا تھا کہ دریا پھاڑے جائیں گے پہاڑ اڑائے جائیں گے۔ اور یہ امور بھی وقوع میں آتے ہیں۔ پس جبکہ یہ تمام پیشگوئیاں جو دجال اور یاجوج ماجوج کے زمانہ کے متعلق تھیں روز روشن کی طرح پوری ہوگئی ہیں۔ یاجوج ماجوج کی یہ ترقیات اور حیرت انگیز ایجادات کیا معمولی واقعات ہیں؟ اگر یہ اقوام یاجوج ماجوج نہیں تو ہم مسلمانوں سے سوال کرتے ہیں کہ ان کا ذکر بھی تو احادیث میں آنا چاہیے تھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے قیامت تک کے واقعات دکھائے گئے مگر ان اقوام کا ذکر نہیں ہے ہاں یاجوج ماجوج کا ذکر ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی زمانہ کے متعلق ایک پیشگوئی یہ بھی فرمائی کہ:

وہ سانڈنیاں جو تیز رفتاری اور قطع مسافت کے لئے پرورش کی جاتی تھیں کو ترک کردیا جائے گا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ اب قطع منازل کے لئے سانڈنیاں نہیں پالی جاتیں بلکہ ہوائی جہاز اور ریل گاڑیوں وغیرہ کے ذریعے قطع منازل کیا جاتا ہے۔ سانڈنیوں کے ذریعہ قطع منازل کیا جاتا تھا۔ اب سانڈنیوں کی سعی موقوف ہوگئی ہے۔ غرض ہزاروں باتیں ہیں۔ جو یاجوج ماجوج اور دجال کے خروج کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں۔ اگر یہ پیشگوئیاں منصۂ شہود پر نہ آتیں تو دجال اور یاجوج ماجوج کے متعلق شک وشبہ رہ سکتا تھا لیکن اب کہ تمام باتیں روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہیں۔ مخالفین کو بھی صاف اقرار کرنا پڑے گا کہ دجال اور یاجوج ماجوج یہی اقوام یورپ ہیں۔

(الفضل ۲ ر اپریل ۴۳ء)

صدق کے پیکر صلی اللہ علیہ وسلم

(مکرم شمشاد احمد قیصر صاحب۔ تحت ہزارہ۔ سرگودھا)

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ایک ایسا شجر طیبہ ہے جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور جڑیں فطرت انسانی کی پاتال میں پیوست ہیں۔ ہم جس حیثیت میں بھی ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے اس کے پاکیزہ نمونے مل جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. (القلم: ۵)

ترجمہ: اور یقیناً تُو اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ آپؐ کی زندگی جامع اخلاق وفضائل تھی۔ آپؐ کے اخلاق فاضلہ میں سے ایک بنیادی خُلق راست گفتاری ہے جس کے دوست و دشمن سبھی قائل ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی گواہی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور آپؐ اپنے گھر تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ نے جن الفاظ میں آپؐ کو تسلی دی وہ آپؐ کے اخلاق کی بہترین عکاسی کرتی ہے۔ فرمایا:۔

''کَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَصْدُقُ الْحَدِیْثَ ......

یعنی ویسے نہیں جیسے آپ سوچ رہے ہیں آپ کو مبارک ہو! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور راست گوئی سے کام لیتے ہیں۔

(بخاری۔ کتاب التعبیر باب اول مابدیء بہ رسول اللہ من الوحی الرؤیا الصالحۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کی گواہی

رشتہ داروں کو اسلام پہنچانے کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب آیت فَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر چڑھے اور بلند آواز سے قریش کے قبائل کے نام لے لے کر کہنے لگے۔ ''اے بنو فہر' اے بنو عدی'' یہاں تک کہ وہ اکٹھے ہوگئے۔ اور اگر کوئی شخص خود نہیں آسکتا تھا تو اس نے اپنا نمائندہ بھیج دیا کہ وہ دیکھے کہ کیا معاملہ ہے۔ ابولہب اور قریش کے متعدد افراد آئے پھر رسول اللہ نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر میں تم کو یہ کہوں اس وادی میں ایک گھڑ سوار فوج ہے جو چاہتی ہے کہ وہ تم پر حملہ کردے تو کیا تم میری بات کو سچ جانو گے؟

اس پر انہوں نے کہا:

نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا

ہاں۔ کیوں نہیں، ہمارے تجربہ میں یہی آیا ہے کہ آپ

ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔

(بخاری کتاب التفسیر، سورۃ الشعراء)

میسرہ کی گواہی

حضرت خدیجہؓ نے آنحضورؐ کی صدق بیانی، امانت داری اور اعلیٰ اخلاق کا حال سن کر اپنا مال آپؐ کو دیکر تجارت کے لیے روانہ کیا۔ اس سفر میں حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی آپ کے ساتھ تھا۔ واپسی پر میسرہ نے سفر کے حالات بیان کیے تو حضرت خدیجہؓ نے ان سے متاثر ہو کر آنحضورؐ کو شادی کا پیغام بھجوایا کہ آپ قرابتداری کا خیال رکھتے ہیں۔ قوم میں معزز ہیں۔ امانتدار ہیں اور احسن اخلاق کے مالک ہیں اور بات کہنے میں سچے ہیں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 149)

ابوجہل کی گواہی (اِنَّا لَانُکَذِّبُکَ)

لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید ترین دشمن ابوجہل تھا لیکن وہ بھی بے اختیار یہ کہہ اٹھتا ہے۔

اِنَّا لَانُکَذِّبُکَ وَ لٰکِنْ نُکَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِہٖ

(ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ باب ومن سورۃ الانعام)

ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے البتہ ہم اس تعلیم کو جھوٹا سمجھتے ہیں جو تم پیش کرتے ہو۔

ہرقل کے دربار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گواہی

ابوسفیان بھی آپ کا بڑا دشمن تھا۔ ہرقل قیصر روم نے اپنے دربار میں جب اس سے یہ سوال کیا کہ کیا تم نے اس مدعی نبوت (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر اس سے پہلے کوئی جھوٹ کا الزام لگایا؟ ابوسفیان نے جواب دیا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ اس پر ہرقل نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ ممکن نہیں ہوسکتا کہ اس نے لوگوں کے ساتھ تو کبھی جھوٹ نہ بولا ہو اور خدا پر جھوٹ باندھنے لگے۔

(بخاری کتاب بدء الوحی)

نضر بن حارث کی گواہی

ایک مرتبہ سرداران قریش جمع ہوئے جن میں ابوجہل اور اشد ترین دشمن نَضر بن حارث بھی شامل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جب کسی نے یہ کہا کہ انہیں جادوگر مشہور کر دیا جائے، جھوٹا قرار دے دیا جائے تو نَضر بن حارث کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

اے گروہ قریش ایک ایسا معاملہ تمہارے پلے پڑا ہے جس کے مقابلہ کے لئے تم کوئی بھی تدبیر نہیں لا سکے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں ایک نوجوان لڑکے تھے اور تمہیں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے تم میں سب سے زیادہ امانت دار تھے۔

اب تم نے ان کی کنپٹیوں میں عمر کے آثار دیکھے اور جو پیغام وہ لے کر آئے۔ وہ آئے۔ تم نے کہا وہ جادوگر ہے۔ ان میں جادو کی کوئی بات نہیں ہم نے بھی جادوگر دیکھے

ہوئے ہیں۔

تم نے کہا وہ کاہن ہیں۔ہم نے بھی کاہن دیکھے ہوئے ہیں وہ ہرگز کاہن نہیں ہیں۔

تم نے کہا وہ شاعر ہے۔ہم شعر کی سب اقسام جانتے ہیں۔وہ شاعر نہیں ہے۔

تم نے کہا وہ مجنون ہیں ان میں مجنون کی کوئی علامت نہیں ہے۔اے گروہ قریش مزید غور کرلو کہ تمہارا واسطہ ایک بڑے معاملے سے ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ نمبر ۲۲۴)

امیہ بن خلف کا بیان

ایک اور دشمن جس کا نام امیہ بن خلف ہے۔اس نے اپنے جاہلیت کے دوست اور حضرت سعد بن معاذؓ انصاری سے اپنی ہلاکت کے بارے میں رسول اللہؐ کی پیشگوئی سن کر یہ کہا تھا کہ خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب بھی بات کرتے ہیں جھوٹ نہیں بولتے۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

امیہ بن خلف کی بیوی کا بیان

اسی دشمن یعنی امیہ بن خلف کی بیوی کی گواہی سنیں۔

حضرت سعد بن معاذؓ نے جب اُمیہ بن خلف کی بیوی کو بتایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی ہے کہ اس کا خاوند ہلاک ہوگا تو وہ بے اختیار کہہ اٹھی خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جھوٹ نہیں بولتے۔چنانچہ جب جنگ بدر کے لئے امیہ، ابوجہل کے ساتھ جانے لگا تو بیوی نے پھر کہا۔کیا تمہیں یاد نہیں تمہارے یثربی بھائی سعد نے تمہیں کیا کہا تھا۔اُمیہ اس وجہ سے رُک گیا مگر ابوجہل باصرار اسے لے گیا۔چنانچہ امیہ بن خلف بدر میں مارا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سچی ثابت ہوئی۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

عبداللہ بن سلام کی گواہی

اب ایک یہودی عالم کی گواہی سنیں۔

عبداللہ بن سلام مدینہ کے ایک بڑے یہودی عالم تھے وہ مسلمان ہونے سے پہلے کا اپنا یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپؐ کو دیکھنے گئے۔میں بھی ان میں شامل ہوگیا۔میں آپؐ کا چہرہ دیکھ کر ہی پہچان گیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔

(ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب اطعام الطعام)

کعب بن زہیر کے اشعار

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم موافق اور مخالف دونوں گروہوں میں الامین والمامون کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔کعب بن زہیر بن ابی سلمٰی آپ کا سخت دشمن تھا۔ہمیشہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا۔جب اس کا حقیقی بھائی بُجَیر مسلمان ہوگیا تو اس نے تو اس کو سخت ناگوار گذرا۔اس موقع پر اس نے اپنے بھائی کے لئے کچھ اشعار لکھے:

اَلا بَلِّغَا عَنِّیْ بُجَیْرًا رِّسَالَۃً

فَھَلْ لَکَ فِیْمَا قُلْتُ وَیْحَکَ ھَلْ لَکَا

سَقَاکَ بِھَا الْمَامُوْنُ کَاسًا رَوِیَّۃً

فَانْھَلَکَ الْمَامُوْنُ مِنْھَا وَ عَلَّکَا

یعنی بجیر کو میری طرف سے پیغام پہنچادو۔ کیا تُو راضی ہے اپنے قول میں افسوس ہے تجھ پر کیا تُو راضی ہے؟ تجھے مامون نے اسلام کا سیراب پیالہ پلایا۔ پھر مامون خود اس سے ہلاک ہوا (بدقسمت دشمن جس کو ہلاکت کہتا ہے دراصل وہی حقیقی زندگی ہے۔ ناقل) اور تجھ کو مکرر شراب پلائی۔

(فصل الخطاب جلد۲ صفحہ ۳۰۳)

آپ کے چچا حضرت ابو طالب کا قصیدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالب نے آپ کی شان میں ایک قصیدہ لکھا جس کا ایک شعر یہ ہے:۔

وَ دَعَوْتَنِیْ وَ زَعَمْتُ اَنَّکَ نَاصِحِی

وَ لَقَدْ صَدَقْتَ وَ کُنْتَ ثَمَّ اَمِیْنًا

اور تُو نے مجھے اس دین کی طرف دعوت دی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تُو میرا خیر خواہ ہے کیونکہ تُو ہمیشہ سچ بولتا ہے اور ہم میں امین ہے۔

(فصل الخطاب جلد۲ صفحہ ۳۰۴)

یہ وہ چند نمونے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے بارے میں بیان کئے گئے ہیں جن پر دوست دشمن اپنے اور پرائے سبھی متفق ہیں۔ یہ تمام گواہیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے سامنے اس طرح ایک ایسے سچے انسان کے طور پر پیش کرتی ہیں کہ جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادق اور امین تھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کے اذن وامر سے تبلیغ شروع کی تو پہلے ہی آپ کو یہ مرحلہ پیش آیا کہ قوم نے انکار کیا۔ لکھا ہے کہ جب آپ نے قریش کی دعوت کی اور سب کو بلا کر کہا میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ اس کا جواب دو۔ یعنی میں اگر تمہیں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑی بھاری فوج پڑی ہوئی ہے اور وہ اس گھات میں بیٹھی ہوئی ہے کہ موقع پا کر تمہیں ہلاک کر دے تو کیا تم باور کرو گے۔ سب نے بالاتفاق کہا کہ بیشک ہم اس بات کو تسلیم کریں گے اس لئے کہ تو ہمیشہ سے صادق اور امین ہے۔ جب وہ یہ اقرار کر چکے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو میں سچ کہتا ہوں کہ میں خدا تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور تم کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ اتنی بات کہنی تھی کہ سب آگ ہو گئے۔ اور ایک شریر بول اٹھا تَبًّا لَکَ سَائِرَ الْیُوْمِ افسوس جو بات ان کی نجات اور بہتری کی تھی ناعاقبت اندیش قوم نے اس کو ہی برا سمجھا اور مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 153 مطبوعہ ربوہ)

اللھم صلی علی محمد و بارک وسلم

انک حمید مجید
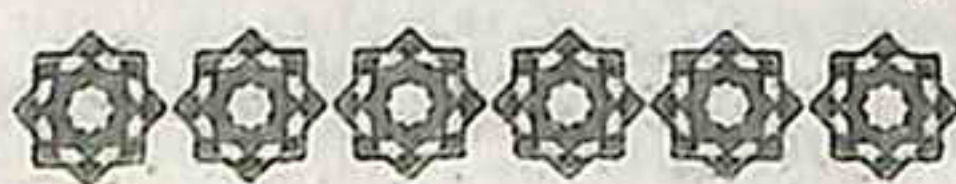
ذکر حبیب

حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء میں ذکر حبیب کے موقع پر تقریر کی اس میں سے کچھ حصہ احباب کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ مدیر

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی۔ کہ تم میں سے درحقیقت بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے اور میں اپنے اہل کے ساتھ تم میں سے سب سے زیادہ بہتر اور اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔

معاشرتی اور عائلی زندگی کو بہتر اور خوشگوار بنانے کا یہ ایک نہایت ہی قیمتی اور سنہری اصل ہے۔ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بیان ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں جہاں تک میرا مشاہدہ ہے۔ میں نے رسول پاکؐ کے اس ارشاد کو اپنی پوری جامعیت اور حقیقت کے ساتھ پورا ہوتے دیکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے گھر والوں سے۔ اپنے بچوں سے اپنے ملازموں سے...... دوستوں سے۔ عام ملنے جلنے والوں سے غرضیکہ ہر ایک سے نہایت ہی محبت اور شفقت اور ہمدردی کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ لفظ ''اہل'' کے وسیع معنوں کے ساتھ اپنے اہل کے لئے آپ کا وجود سراسر خیر ہی خیر تھا۔

جہاں تک گھر والوں کا تعلق ہے مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے گھر والوں کے ساتھ نہایت ہی شفقت اور محبت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ آپ حضرت اماں جان کی طبیعت کا اس قدر خیال رکھا کرتے تھے کہ ہمارے موجودہ زمانے میں مَیں نے کسی خاوند کو ایسا خیال رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور پھر اسی طرح خود حضرت اماں جان کا یہ حال تھا کہ وہ بھی ہر لحظہ اور ہر لمحہ حضور کے آرام اور آسائش کا پورا پورا خیال رکھتیں۔ چنانچہ اکثر حضور کے لئے کھانا خود تیار کیا کرتی تھیں۔ جب کہ گھر میں کھانا پکانے کے لئے ایک اور خادمہ اصغری کی والدہ بھی تھیں۔ اور اسی طرح میاں کریم بخش بھی تھے جو کھانا پکایا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کھنبیاں بہت پسند تھیں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ کھنبیوں کا موسم ابھی نہیں تھا تو حضرت (اماں جان) نے مصنوعی کھنبیاں اس قدر نفاست سے تیار کر کے حضور کو پیش کیں کہ حضور نے انہیں بڑے مزے سے کھایا اور اصلی اور مصنوعی میں فرق تک نہ محسوس کیا۔ خود میں نے بھی وہ پکی ہوئی کھنبیاں کھائی تھیں۔ بالکل اصلی کی مانند لذیذ اور مزیدار تھیں۔ مرغ کے گوشت سے حضرت اماں جان نے تیار کی تھیں۔

☆

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت اماں جان قادیان سے باہر کسی سفر پر گئی ہوئی تھیں۔ جب آپ

واپس آئیں تو بٹالہ ریلوے سٹیشن تک حضور خود ان کے استقبال کے لئے گئے تھے۔

☆

کھانے میں جہاں تک حضور کی پسند کا تعلق ہے۔ حضور پرندوں کا گوشت بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً بٹیر، تلیر اور مولہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ درد گردہ کے لئے بہت مفید ہے۔

بھائی عبدالرحیم صاحب مرحوم اکثر غلیل سے شکار کر کے حضور کے لئے لایا کرتے تھے۔ اسی طرح کبھی کبھی مولوی سید سرور شاہ صاحب بھی، حکیم عبدالعزیز خان صاحب بھی جنہوں نے بعد میں طبیہ عجائب گھر کھولا تھا۔ وہ بھی ہوائی بندوق سے کبھی کبھی شکار کر کے لایا کرتے تھے اور حضور کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔

شکار ہی کے ضمن میں بات یاد آ گئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر کے جانوروں کو مارنا پسند نہیں کرتے تھے۔

☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت میں تکلف اور نمود ہرگز نہیں تھا۔ چنانچہ حضور کھانا وغیرہ چارپائی پر بیٹھ کر اسی طرح فرش اور تخت پر بیٹھ کر بڑی سادگی اور بے تکلفی سے کھالیا کرتے تھے۔

اسی طرح رومال میں ہی کنجیاں باندھ لیا کرتے تھے اور پیسے وغیرہ بھی۔ چونکہ حضور بعض تکلیفوں کی وجہ سے اکثر مشک کا استعمال بھی رکھتے تھے۔ اسلئے میں نے بعض اوقات رومال میں حضور کو مشک باندھے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

☆

یہی سادگی اور بے تکلفی حضور کے لباس سے بھی عیاں تھی۔ حضور صاف ستھرے مگر سادہ کپڑے پہنتے تھے۔ رات کے دس گیارہ بجے تک عموماً کام کرتے اور پھر سونے کی تیاری کیا کرتے تھے۔ سوتے وقت حضور تہہ بند کا استعمال کیا کرتے تھے۔ عام لباس جو ہم نے اپنی ہوش میں حضور کا دیکھا ہے۔ وہ گرم پاجامہ، گرم صدری اور گرم کوٹ ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح ململ کی پگڑی جس کے نیچے ترکی ٹوپی ہوا کرتی تھی۔

☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی مصروف زندگی گذارتے تھے۔ یہ مصروفیت صبح سے لے کر رات گئے تک جب تک حضور سونے کی تیاری نہ فرماتے جاری رہتی۔ صبح کے وقت اگر حضور کی صحت اجازت دیتی تو حضور سیر کے لئے ضرور تشریف لے جاتے حضور کی معیت کا شرف حاصل کرنے کے لئے دوست (بیت) مبارک کے نیچے جمع ہو جایا کرتے تھے۔ خصوصاً باہر سے آئے ہوئے دوست تو اس موقعہ کو غنیمت خیال کیا کرتے تھے اور اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا کرتے تھے۔

☆

ایک دفعہ قادیان سے مشرق کی جانب سیر کے دوران ہی آپ نے میر عباس علی لدھیانوی کے متعلق اپنا رویا بھی سنایا کہ وہ سیاہ لباس پہنے کھڑا ہے اور میری طرف آنا چاہتا ہے لیکن حضور نے فرمایا کہ میں نے اسے جواب دیا کہ اب

وقت گذر چکا ہے۔

اس سیر میں حضرت خلیفہ اوّل بھی حضور کے ساتھ ہوا کرتے تھے حضور تیز رفتار تھے اور اس کے مقابل پر مولوی صاحب تیز نہیں چل سکتے تھے۔ چنانچہ مولوی صاحب اکثر پیچھے رہ جاتے اور کئی دفعہ حضور پیچھے مڑ کر ان کا انتظار کرتے۔

☆

عام مصروفیات حضور کی تصنیف کی تھیں پچھلی عمر میں حضور چلتے چلتے تصنیف کا کام فرمایا کرتے تھے۔ ایک گول میز ہوتی تھی جو چھاتی تک قریباً چار ساڑھے چار فٹ اونچی تھی اس میں ایک دراز تھی اور نیچے تین پیر تھے۔ یہ میز جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میاں نظام الدین صاحب مرحوم سیالکوٹی نے بطور تحفہ حضور کی خدمت میں پیش کی تھی۔ حضور اس میز کے اوپر دوات رکھ دیتے تھے اور کاغذ اور قلم ہاتھ میں ہوتے تھے اور ٹہلتے ٹہلتے لکھتے جاتے تھے۔ دوات کے چونکہ گرنے کا خطرہ ہوتا تھا۔ اسلئے وہ ایک اور مٹی کی موٹی سی دوات بنا کر اس میں فٹ کی ہوتی تھی۔

یہ میز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد میرے پاس آ گئی تھی۔ اس کے بعد جب یہ ذرا خستہ حالت میں ہوگئی تو اس کی مرمت بھی کردی گئی تھی۔ اس پر ملتانی کام ہوا تھا۔ بعد میں یہ میز میں نے عزیزم مرزا منصور احمد کو دے دی تھی۔ اور اب قادیان میں عزیزم مرزا وسیم احمد کی تحویل میں ہے۔

☆

حضور کے پاس ایک کاپی رہا کرتی تھی۔ جو سوتے وقت حضور کے سرہانے ہوتی۔ جس وقت کوئی الہام وغیرہ ہوتا تو حضور اسے اسی وقت اس کاپی میں نوٹ کرلیا کرتے۔ میں نے وہ کاپی خود دیکھی ہے قریباً ۶×۵ انچ کی تھی اور کوئی ڈیڑھ انچ موٹی۔ سفید کاغذوں کی تھی جو لکیر دار نہیں تھے۔

☆

اپنے بچوں کے ساتھ حضور کا سلوک نہایت شفقت اور محبت کا تھا۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ سردیوں کا موسم تھا۔ میں سکول کے لڑکوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے بڑی (بیت) میں گیا۔ ان دنوں طالب علموں کے لئے ظہر کی باجماعت نماز سکول کے انتظام کے تحت بڑی (بیت) میں ہوا کرتی تھی۔ اس وقت مجھے سردی لگی جو خوشگوار سی معلوم ہوئی۔ نماز پڑھ کر جب سکول کے کمرہ میں میں واپس آیا تو مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں اجازت لے کر گھر آیا اور نچلی منزل سے مکان میں ان سیڑھیوں سے داخل ہوا کہ جو حضرت صاحب کے رہائشی دالان میں کھلتی تھی۔ اس کے بعد مجھے اتنا یاد ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پلنگ کی پائنتی کی طرف سہارا لگا کر لیٹ گیا ہوں جب میری آنکھ کھلی ہے تو غالباً دوسرا دن تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرے پاس تھے اور تیمارداری کررہے تھے۔ مجھے اتنا شدید بخار ہوگیا تھا کہ میں بے ہوش ہوگیا تھا۔

اسی طرح بچوں کی صحت کا بھی بڑا خیال رکھا کرتے

تھے گرمیوں میں جب باہر سونے کا موسم ہوتا تھا۔ تو اس وقت ہمارے اوپر سائبان لگوائے جاتے کہ ہم اُوس وغیرہ سے محفوظ رہیں اور بیمار نہ ہو جائیں۔

اسی طرح حضور بعض اوقات بچوں کو پیسے وغیرہ بھی دیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دو دفعہ حضور نے مجھے ایک روپیہ بھی دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کی بیماری میں ان کا علاج بھی تجویز فرما دیا کرتے تھے اور اپنے پاس سے دوائی بھی دیا کرتے تھے۔

☆

ابتدائی زمانہ میں قادیان کے قریب کے گاؤں کی عورتیں وغیرہ حضور سے آ کر اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے دوائی لے جایا کرتی تھیں۔ کئی دفعہ کئی عورتیں دوائی حاصل کر کے اپنی تسلی کی خاطر پوچھا کرتی تھیں کہ کیا اس سے آرام آجائے گا تو حضور فرمایا کرتے تھے کہ ہاں اس سے آرام آجائے گا۔

ایک دفعہ ایک عورت اپنے بچہ کو لائی جسے کھانسی کی شکایت تھی۔ حضرت اماں جان بھی اس وقت حضور کے پاس موجود تھیں۔ حضرت اماں جان نے دیکھتے ہی فرمایا کہ اس بچہ کو کالی کھانسی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابھی تک اس بچے کی کھانسی کی آواز نہیں سنی تھی اور نہ ہی کوئی اور علامت دیکھی تھی۔ جب حضور نے اس بچہ کو دیکھا تو فرمایا ہاں اسے تو کالی کھانسی ہی ہے۔ اور ساتھ ہی حضرت اماں جان سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کیسے پتہ لگا کہ اس بچہ کو کالی کھانسی ہے تو حضرت اماں جان نے فرمایا کہ دیہات کی یہ عورتیں معمولی کھانسی کی تو پرواہ ہی نہیں کرتیں اگر کالی کھانسی ہی ہو تو تبھی جا کر یہ کسی کے پاس علاج کے لئے جاتی ہیں۔

☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس طرح اپنے گھر والوں کا اپنے بچوں کا اور خود اپنی صحت کا خیال رکھا کرتے تھے اسی طرح حضور مہمانوں کا بھی بڑا خیال رکھنے والے تھے۔ جب کوئی مہمان آتا تو آپ حتی الوسع اس کے تمدن اور حالات کے مطابق اس کی تواضع اور خاطر داری فرمایا کرتے تھے اور کھانے میں اس کا خیال رکھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ خواجہ کمال الدین صاحب کے لئے خاص طور پر شب دیگ پکوائی گئی تھی۔ خواجہ صاحب کشمیری تھے اور کشمیریوں کو شلجم بہت پسند ہے اور کشمیری چونکہ بڑی سرخ رنگ کی چائے پسند کرتے تھے اس لئے ایک دفعہ خواجہ صاحب ہی کے لئے حضرت اماں جان نے چائے پکوائی ان دنوں چقندروں کا موسم تھا آپ نے پانی جوش دیتے ہوئے کچھ چقندر بھی اس میں ڈلوا دئے تا کہ چائے کا رنگ زیادہ سرخ اور خوشگوار ہو جائے۔ چنانچہ بعد میں یہ چائے خواجہ صاحب اور دوسرے مہمان جو آئے تھے انہیں پیش کی گئی۔

☆

حضور کی مجلس بڑی سادہ اور دلوں کے لئے فرحت والی ہوتی تھی۔ یہ نہیں ہوتا تھا کہ طبیعتوں پر بیٹھے بیٹھے کسی قسم

کا دباؤ یا تکلف کا بوجھ ہو۔ آپ کی مجلس میں لوگ بڑے آزادانہ طور پر بیٹھے ہوا کرتے تھے اور کھل کر گفتگو کر لیا کرتے تھے۔ ایسی مجلس ہوتی تھی کہ لوگ طبائع میں بشاشت محسوس کیا کرتے تھے۔

حضور ظہر اور عصر کی نمازوں کے بعد (بیت) میں بیٹھا کرتے تھے لیکن زیادہ وقت گرمیوں میں مغرب کے بعد تشریف رکھتے تھے۔ (بیت) مبارک کے صحن میں جانب غرب شہ نشین ہوتا تھا۔ اس پر عموماً حضور بیٹھا کرتے تھے۔

☆

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہی لوگوں تک (دین حق) کا صحیح پیغام پہنچانا اور اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس فرض کو اپنی ساری زندگی میں جس شان سے نبھایا ہے اس کی مثال تیرہ سو سال میں نہیں مل سکتی۔ اس فرض کی ادائیگی کا یہ عالم تھا کہ حضور معمولی معمولی موقعوں پر بھی اس کے لئے ہمہ تن تیار ہوتے تھے اور تاک میں رہتے تھے کہ کب کوئی موقع ملے اور حضور اس سے فائدہ اٹھا کر لوگوں تک اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا پیغام پہنچائیں۔

☆

مجھے یاد ہے کہ ابتدائی زمانہ میں جب کہ فونوگراف ابھی شروع ہی ہوا تھا تو قادیان میں سوائے نواب صاحب کے کسی شخص کے پاس فونوگراف نہیں تھا۔ بعض ہندوؤں نے خواہش ظاہر کی کہ ان کو فونوگراف سنایا جائے چنانچہ اس کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص طور پر ایک نظم لکھی جس کی ابتدا اس طرح ہے کہ......

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈھو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے

یہ نظم مولوی عبدالکریم صاحب نے نہایت خوش الحانی سے گا کر ریکارڈ کرائی اور پھر حضرت اماں جان کے صحن میں ہندوؤں کو یہ...... ریکارڈ سنایا گیا۔

اُس زمانہ میں فونوگراف کی مشین ایسی تھی جس میں ریکارڈنگ کا بھی انتظام ہوتا تھا۔ ایک گول سلنڈر ہوتا تھا جس کے اوپر آواز بھری جاتی تھی اور پھر وہ سنی جاسکتی تھی۔ پھر اس کے بعد فونوگراف میں تبدیلیاں ہوئیں اور گراموفون کی شکل میں مشین تیار ہوئی۔

☆

حضور کا سلوک اپنے خادموں سے نہایت شفقت اور ہمدردی کا تھا اور اگر ان سے کوئی معمولی غلطی ہو جاتی تو آپ درگذر اور چشم پوشی کا سلوک فرمایا کرتے اور چنداں اہمیت نہیں دیتے تھے۔

ایک دفعہ ایک نانبائی کے متعلق شکایت ہوئی کہ یہ کھانے میں چوری کرتا ہے تو حضور سن کر ہنس پڑے اور فرمایا اگر یہ ولی اللہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اسے ایسے کام میں کیوں ڈالتا۔ یہ ایک روٹی کی لئے دو دفعہ جہنم میں جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ حضور

سائلوں کو کبھی خالی ہاتھ نہیں جانے دیا کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ ضرور دیا کرتے۔

ایک دفعہ ایک سائل آیا اور واپس چلا گیا۔ حضور کو جب معلوم ہوا تو اس سے آپ کو بڑی پریشانی ہوئی۔ تھوڑی ہی دیر میں جب کہ حضور پریشانی کے اسی عالم مین ہی تھے تو وہ فقیر آ پس آ گیا اور پھر حضور نے اسے کچھ دیا اور تب حضور کو تسلی ہوئی اور وہ پریشانی دور ہوئی۔ حضور کی زندگی میں ایک سائل آیا کرتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا غلام احمد اروپیہ ہی لے کر جانا ہے۔ چنانچہ حضور اسے روپیہ ہی دیا کرتے تھے۔ تب وہ جایا کرتا تھا۔ بڑی (بیت) کو جانیوالی گلی میں جہاں مرزا بشیر احمد صاحب کا مکان تھا وہاں وہ بیٹھا کرتا تھا۔ اسی کے مقابل پر مرزا نظام الدین کا مکان تھا۔ جہاں بعد میں بیت المال کے دفاتر ہوا کرتے تھے۔

☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن دنوں اپنا لاہور کا آخری سفر کرنا تھا۔ تو اس میں کئی دفعہ کئی قسم کی روکیں پیدا ہوتی رہیں۔ ایک دفعہ تو حضور دو دن کے لئے اس لئے بھی رک گئے کہ مجھے تیز بخار اور پیچش کی شکایت ہوگئی تھی۔ اس کے بعد چونکہ بٹالہ سے لاہور تک کے لئے گاڑی ریزرو ہو چکی تھی۔ اسلئے حضور کو بہر حال جانا پڑا اور حضور قادیان سے لاہور جانے کے لئے بٹالہ تشریف لے گئے۔ رات بٹالہ میں حضور نے قیام فرمایا۔ جہاں کی جماعت نے حضور کو رات کے کھانے کی دعوت دی ہوئی تھی جب شام کے قریب حضور بٹالہ پہنچے تو جماعت کے لوگ کافی وقت گئے تک حضور سے ملتے رہے اور بہت رات گئے تک بھی انہوں نے کھانے وغیرہ کا کوئی انتظام نہ کیا جب سب دوست مل ملا کر فارغ ہوئے تب انہیں اس طرف توجہ پیدا ہوئی۔ حتی کہ رات کے کوئی دو بج گئے۔ میں تو چھوٹی عمر میں تھا۔ اور بیمار بھی تھا۔ اس لئے زیادہ دیر برداشت نہ کرسکا۔ چنانچہ مجھے تنور کی روٹی بازار سے منگوا کر شوربے میں بھگو کر دی گئی اور وہی میں نے کھالی۔......

لیکن اتنی دیر ہونے اور تکلیف کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کسی معمولی سے معمولی اشارے سے بھی جماعت کے دوستوں سے اپنی تکلیف یا ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ بلکہ نہایت صبر اور سکون سے وقت گذارا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ علیحدگی میں اپنے گھر کے افراد سے بھی اس دیری یا تکلیف کا اظہار نہیں فرمایا۔

☆

اپنے ملنے والوں کے ساتھ حضور کا سلوک نہایت اچھا تھا۔ اگر کوئی شخص حضور کے دروازے پر آ کر حضور سے ملنا چاہتا تھا تو حضور اسے بہت جلد مل لیا کرتے تھے اور انتظار کرنے کا موقع نہیں دیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ قادیان کے ہندوؤں میں سے لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت اکثر حضور سے ملنے کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے تو حضور فوراً ہی ان کو بلوا لیا کرتے تھے اور انہیں انتظار نہیں کرنا پڑتا تھا۔

(الفضل یکم جنوری ۱۹۵۸ء)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صد سالہ خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ خلافت جوبلی کا جو روحانی پروگرام عطا فرمایا ہے براہِ کرم اُس پر بھرپور طریق سے عمل کریں:-

1- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3- سورۃ الفاتحہ۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

4- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ. (2:251) (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

5- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. (3:9) (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

6- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ. (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

7- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اس کی طرف۔

8- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

9- مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)
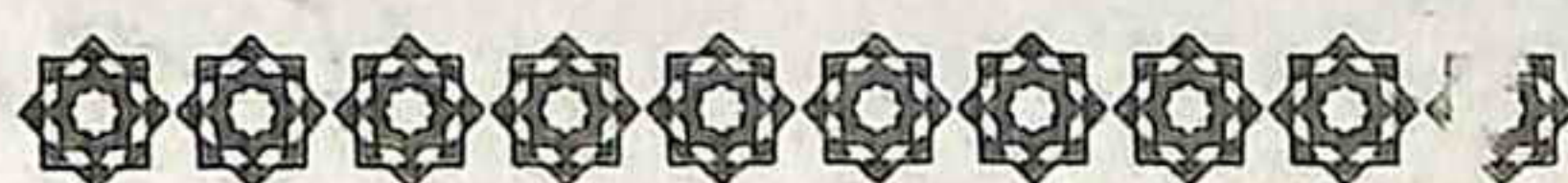
قارئین خالد سے چند گذارشات

۱- یہ آپ کا اپنا رسالہ ہے۔ اس کو خریدنا اور پڑھنا دینی و دنیاوی لحاظ سے بہت مفید ہے۔

۲- اس کی قلمی معاونت کرنا آپ کا فرض ہے تاکہ "خالد" کے معیار کو بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔

۳- "خالد" کیلئے ہر احمدی کوئی بھی دینی، دنیاوی، علمی اور تحقیقی تحریر بھجوا سکتا ہے۔ جو معیاری ہونے کی صورت میں ضرور شائع ہوگی۔ انشاء اللہ

۴- مضامین صفحہ کے ایک طرف لکھیں اور ایک لائن چھوڑ کر لکھیں تاکہ آسانی سے پڑھا جاسکے۔

۵- اگر کسی مضمون میں کسی کتاب وغیرہ کا اقتباس دیں تو اس کا مکمل حوالہ تحریر کرنا لازمی ہے۔ مثلاً نام کتاب، صفحہ نمبر، نام مصنف، سن اشاعت، مطبع (پریس) کا نام اور ایڈیشن نمبر وغیرہ

۶- مزاحیہ ادب بھی "خالد" کے صفحات کی زینت بنتا ہے۔ اس لئے ہلکی پھلکی شگفتہ تحریر بھی بھجوا سکتے ہیں۔

۷- اگر بعض احباب کے مضامین / منظوم کلام وغیرہ شائع نہ ہوں تو ہمت نہ ہاریں اور میدان تحریر میں زیادہ سے زیادہ محنت کر کے آگے بڑھیں۔

۸- ادارہ ہر اس تعمیری تنقید اور رائے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے جو "خالد" کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے دی جاتی ہے۔ اس لئے اپنی قیمتی آراء سے نوازتے رہا کریں۔

۹- ایک نہایت ضروری گذارش ہے کہ آپ جو بھی خط ہمیں بھجوائیں اس میں اپنا مکمل ایڈریس ضرور تحریر فرمائیں تاکہ ادارہ کو جواب دینے میں آسانی رہے۔

۱۰- آپ بذریعہ ای۔ میل بھی مضامین monthlykhalid52@yahoo.com کے ایڈریس پر ارسال کر سکتے ہیں اور یہ وضاحت بھی نوٹ فرمالیں کہ یہ ای۔ میل ایڈریس صرف مضامین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر کسی نے اپنا نیا شمارہ جاری کروانا ہو یا خریداری کے سلسلے میں کسی وضاحت کی ضرورت ہو تو اس کے لئے براہ راست دفتر اشاعت ایوان محمود میں رابطہ فرمائیں۔

ادارہ ماہنامہ خالد
ایوان محمود، ربوہ ضلع جھنگ

کائنات، آغاز سے انجام تک

(آر ایس بھٹی، فاروق آباد)

بگ بینگ سے بلیک ہول تک کائنات کے آغاز کے بارے میں آج قریبا تمام سائنسدان بگ بینگ تھیوری پر متفق ہیں۔ جسے ۱۹۲۷ء میں Georges Lemaître نے پیش کیا بعد میں ہبل نے اس پر کام کیا۔ اس نظریہ کے مطابق آغاز میں یہ کائنات ایک گولے کی طرح تھی اور پھر اچانک وہ گولہ پھٹا اور یہ کائنات وجود میں آئی۔ اس کائنات میں موجود تمام کہکشائیں یکساں رفتار سے دور ہٹ رہی ہیں اور ان کے درمیان فاصلہ برقرار رہتا ہے۔ یہ نظریہ آج مضبوط سائنسی شواہد پر قائم ہے اور بہت مشہور ہے۔ جبکہ بلیک ہول آج کی سائنس کے تحقیقاتی موضوعات میں سے ہے جس پر سرگرمی سے کام جاری ہے۔

بلیک ہول کی تاریخ اور پہلی پیش گوئی

ایک ایسے جسم کا تصور جس کی کمیت اتنی زیادہ ہو کہ روشنی بھی اس کی کشش سے باہر نہ نکل سکے سب سے پہلے ایک انگریز ماہر ارضیات جان مائیکل (John Michell) نے پیش کیا۔ دوسو سال پہلے (۱۷۸۳ء) مائیکل نے یہ نظریہ پیش کیا کہ نظریاتی طور پر یہ ممکن ہے کہ کشش ثقل اسقدر طاقتور ہو جائے کہ وہ ہر چیز کو اپنی طرف کھینچ لے۔ یہاں تک کہ روشنی کو بھی؛ روشنی جو کہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ (186,000 miles per sec) کی رفتار سے سفر کرتی ہے اور ہماری معلوم اشیاء میں سب سے زیادہ تیز رفتار ہے۔ کوئی جسم اتنی طاقتور کشش ثقل اس وقت پیدا کرسکتا ہے جب اس میں مادے کی مقدار اور کثافت ناقابل یقین حد تک زیادہ ہو۔ مائیکل نے ان کو ''ڈارک سٹارز'' کا نام دیا۔

۱۷۹۶ء میں اسکا یہ نظریہ ایک فرانسیسی ماہر ریاضی اور فلاسفر لیپلاس (Pierre Simon Laplace) نے اپنی علم فلکیات کی ایک کتاب (Exposition du System du Monde) میں شائع کیا لیکن اس وقت اس کو اتنا غیر اہم جانا گیا کہ اس کتاب کے صرف پہلے دو ایڈیشن تک شائع ہوا، جبکہ تیسرے ایڈیشن میں سے اسے نکال دیا گیا۔ اس کے اس نظریہ کو انیسویں صدی میں کچھ اہمیت حاصل ہونا شروع ہوئی، کیونکہ اس سے پہلے تک روشنی کو ایک بے وزن لہر کے طور پر جانا جاتا تھا جس پر کشش ثقل اثر انداز نہیں ہوتی۔ لیکن جدید طبیعات نے یہ تصور تبدیل کر دیا تھا۔

۱۹۱۵ء میں آئن سٹائن نے مضبوط نظریاتی بنیادوں پر یہ نظریہ پیش کیا کہ کشش ثقل روشنی کا راستہ بھی اسی طرح تبدیل کرسکتی ہے جیسے کسی اور چیز کا۔ لہذا ۱۹۱۶ء میں ایک جرمن آسٹوفزسٹ (Karl Schwarzschild) نے

دوبارہ اس نظریہ پر کام شروع کیا اور یہ ثابت کیا کہ ایک ایسا جسم نظریاتی طور پر ممکن ہے؛ جسے ہم آجکل بلیک ہول کے نام سے جانتے ہیں۔

۱۹۳۹ء میں رابرٹ اوپن ہائیمر اور سنائیڈر (H.Snyder) نے یہ پیش گوئی کی کہ وزنی ستارے ایک ڈرامائی ثقلی ٹکراؤ (gravitational collapse) سے گزر سکتے ہیں اور بلیک ہول کا بننا قدرتی طور پر ممکن ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد سٹیفن ہاکنگ (Stephen Hawking) اور راجر پینروز (Roger Penrose) نے ثابت کیا کہ، بلیک ہول، آئن سٹائن کے عمومی نظریہ اضافیت کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔

بلیک ہول کے معنی

بلیک ہول کی اصطلاح نظریاتی طبیعات دان جان ویلر (John Wheeler) نے ایجاد کی، اس سے پہلے بلیک ہول کے لئے عام طور پر ''بلیک سٹار'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ ۱۹۶۷ء سے بلیک ہول کی اصطلاح زیر استعمال ہے۔

بلیک ہول کی اصطلاح وسیع پیمانے پر بولی جاتی ہے۔ بلیک سے مراد یہ ہے کہ اس کی کشش کی قوت سے کوئی بھی چیز باہر نہیں نکل سکتی یہاں تک کہ روشنی بھی نہیں، اس لئے یہ تاریک ہوتا ہے۔ اور ہول کے معنی سوراخ کے نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ خلا میں پائی جانیوالی ایسی جگہ جہاں سے واپسی ممکن نہیں۔

بلیک ہول کیسے بنتے ہیں

بلیک ہول ستاروں یا انتہائی وزنی اجسام سے اسوقت بنتے ہیں جب وہ اپنی ہی کشش سے ایک نقطہ میں سمٹ جائیں اسکے لئے (gravitationally collapse) کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اس سے ایک ایسا جسم وجود میں آتا ہے جس کی کثافت لا محدود (infinite density) ہوتی ہے۔ زیادہ تر ستاروں میں ان کے مرکز میں نیوکلیئر فیوژن (Nuclear Fusion) کا عمل ہوتا ہے جس کی وجہ سے الیکٹرو میگنیٹک شعاعیں، فوٹون اور روشنی کے ذرات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ الیکٹرو میگنیٹک شعاعیں باہر کی طرف دباؤ پیدا کرتی ہیں، باہر کی طرف لگنے والا یہ دباؤ اندر کی طرف لگنے والی کشش ثقل کے بالکل برابر ہوتا ہے۔ جب ستارے کا نیوکلیئر ایندھن ختم ہونے لگتا ہے تو باہر کی طرف لگنے والا یہ شعاعوں کا دباؤ کمزور پڑنے لگتا ہے، اور ستارہ اندر کی طرف لگنے والی اپنی ہی کشش ثقل کے زیر اثر سکڑنا شروع ہوجاتا ہے۔ اس کی بیرونی سطح کے سکڑنے کی وجہ سے درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے اور ستارہ اپنا باقی ماندہ ایندھن بھی استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے اگرچہ وقتی طور ستارہ collapse کرنے سے بچ جاتا ہے لیکن آخر کب تک؟ نتیجۃً تمام موجود ایندھن بھی ختم ہوجاتا ہے، اور ستارے کی سطح collapse کر جاتی ہے اگر ستارہ کافی بڑے حجم کا ہوتو وہ بلیک ہول بن جاتا ہے دوسری صورت میں وائٹ ڈوارف (White Dwarf) یا نیوٹران سٹار (Neutron Star) میں تبدیل ہوجاتا

ہے۔ایک ستارے کو بلیک ہول میں تبدیل ہونے کے لئے کم ازکم سورج سے پندرہ گنا یا اس سے زیادہ بڑا ہونا ضروری ہوتا ہے، لیکن یہ بات ابھی تحقیق طلب ہے۔ ہمارے سورج کا ڈائیامیٹر (۱،۳۹۰،۰۰۰) کلومیٹر ہے۔ بلیک ہول اسقدر کثیف ہوتا ہے کہ ۱۰ سورج ۳۰ کلومیٹر علاقے میں سکڑ جاتے ہیں۔

بلیک ہول ایک چھوٹے نقطہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے اور دکھائی نہیں دیتا اسے singularity کہتے ہیں۔ جب بلیک ہول ایک مرتبہ بننا شروع ہو جائے تو پھر کوئی مادی طاقت اسے روک نہیں سکتی یہ تیزی کے ساتھ بڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اپنے گرد موجود اجسام کو اپنی طرف کھینچنا اور نگلنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ فاصلہ جہاں سے کوئی جسم بلیک ہول کی کشش کے زیر اثر آ جاتا ہے اور بچ کر نہیں جا سکتا اسے ایونٹ ہورائزن (Event Horizon) کہتے ہیں، یا آسان الفاظ میں بلیک ہول کی gravitational field کو Event Horizon کہتے ہیں۔ اکثر تصاویر جو بلیک ہول کی وضاحت کیلئے سائنسی رسالوں میں ملتی ہیں ایک ڈسک نما بھنور کی صورت میں ہوتی ہیں، یہ ڈسک (Event Horizon) دکھائی دیتی ہے، یہاں سے مادہ بلیک ہول کی طرف کھچا جا رہا ہوتا ہے۔

جب بلیک ہول دکھائی نہیں دیتے تو ان کی موجودگی کا کیا ثبوت ہے

کیونکہ ہم بلیک ہولز کو دیکھ نہیں سکتے اس لئے ان کی موجودگی کے ثبوت میں، ہمیں بالواسطہ شواہد پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بارے میں ایک نظریہ یہ ہے کہ ہر کہکشاں (Galaxy) کے درمیان میں ایک عظیم بلیک ہول موجود ہوتا ہے، کیونکہ ہر گلیکسی کے درمیان میں تاریک اجسام ہیں۔ ان تاریک اجسام کو بلیک ہول مان لینے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہمارے پاس ان تاریک اجسام کی فی الوقت اور کوئی وضاحت نہیں ہے دوسری وجہ ان کے بلیک ہول یقین کر لینے کی یہ ہے کہ ایک پوری گلیکسی کو ایک مرکز کے گرد گھمانے کے لئے جو قوت چاہیے ہوتی ہے وہ بلیک ہول کے علاوہ اور کہیں نہیں۔

اس کے علاوہ بلیک ہول کی موجودگی کا ثبوت وہ متحرک ڈسک ہے جسے ایونٹ ہوریزون (Event Horizon) کہا جاتا ہے۔ اور جو دکھائی دیتی ہے جس پر ہم بات کر چکے ہیں۔

قرآن میں کائنات کے بلیک ہول میں گم ہو جانے کے ثبوت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اَوَلَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ کَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰہُمَا (الانبیاء: ۳۱)

ترجمہ: کیا انھوں نے دیکھا نہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے پھر ہم نے ان کو پھاڑ کر الگ الگ کر دیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کائنات کے آغاز اور انجام کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ لفظ "رتقا" بلیک ہول کی مکمل تصویر کشی کر رہا ہے لہذا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

فرماتے ہیں:-

''اس آیت میں ''رتقا'' (مضبوطی سے بند مادہ) اور ''فتق'' (پھاڑ کر الگ الگ کر دینا) کے الفاظ تمام آیت کا بنیادی پیغام سمیٹے ہوئے ہیں۔ مستند عربی لغات میں ''رتقا'' کے دو معنی ہیں جو کہ زیر بحث موضوع سے انتہائی مطابقت رکھتے ہیں۔ ایک معنی ہے 'کسی چیز کا اکھٹے ہونا اور نتیجۃً ایک واحد ہستی ہو جانا' اور دوسرے معنی ''مکمل تاریکی'' کے ہیں۔ یہ دونوں معنی واضح طور پر قابل استعمال ہیں۔ ان دونوں کو اکٹھا لینے سے بلیک ہول کی (singularity) مکمل طور پر بیان ہوتی ہے۔''

(Revelation Rationality Knowledge and Truth Page 304)

''اس چیز (بلیک ہول) کی اندرونی کشش اس قدر طاقتور ہو جاتی ہے کہ ہر قسم کی شعاعوں کو اپنے اندر کھینچ لیتا ہے یہاں تک کہ روشنی بھی باہر نہیں نکل سکتی۔ نتیجۃً پیدا ہونیوالے مکمل اندھیرے کو بلیک ہول کہا جاتا ہے جو کہ لفظ ''رتقا'' کی یاد دلاتا ہے جسے قرآن نے مکمل تاریکی کے لئے استعمال کیا ہے۔''

(Revelation Rationality Knowledge and Truth Page 305)

اس قدر طاقتور کشش کے زیر اثر دوسرے ستارے اس کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں۔

''لہذا یہ ''رتقا'' کا عمل مکمل ہو جاتا ہے اور ایک ایسی واحدانیت پر منتج ہوتا ہے جو کہ نہ صرف مکمل طور پر بند ہے بلکہ مکمل تاریک بھی ہے۔''

(Revelation Rationality Knowledge and Truth Page 305)

دوسرا لفظ ''فتق'' ہے یہ ''رتقا'' کا متضاد معنی دیتا ہے اس کے لغوی معنی پھاڑنے کے ہوتے ہیں یہ ''رتقا'' کے متضاد معنی دیتا ہے اور اگر ہم بگ بینگ نظریہ کا مشاہدہ کریں تو جو کائنات کے آغاز کے شواہد ملتے ہیں وہ اسی سے مطابقت رکھتے ہیں۔

کائنات کے آغاز کے بارے میں جو دو جدید ترین نظریات پائے جاتے ہیں وہ دونوں بگ بینگ نظریات ہیں۔ انکا دعویٰ ہے کہ اس کائنات کا آغاز ایک واحدانیت سے ہوا، جو اچانک پھٹی اور اس نے اپنا نگلا ہوا مادہ اگل دیا۔ کائنات کے آغاز کے بارے میں موجود ان دو نظریات میں سے ایک نظریہ یہ پیش گوئی کرتا ہے کہ یہ کائنات ہمیشہ پھیلتی چلی جائیگی، جبکہ دوسرے نظریہ کا دعویٰ ہے کہ، یہ کائنات، پھر کسی وقت میں، دوبارہ واپس آنا شروع ہوگی، اور لازمی اس کی اندرونی کشش ثقل اس کو دوبارہ ایک واحدانیت میں گم کر دیگی۔ جو کہ یقیناً دوبارہ ایک بلیک ہول بنائے گا۔ اس دوسرے نظریہ کو (دوبارہ واپس بلیک ہول میں گر جانے) کو قرآن کی مکمل حمایت حاصل ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے کائنات کی پہلی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے اس کے انجام کو بھی واضح طور پر ایک بلیک ہول کی صورت میں بیان فرمایا ہے۔ اس طرح انجام کو آغاز سے جوڑ دیا ہے اور اس طرح کائنات کے پیدائش اور انجام کی مکمل کہانی بیان فرما دی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ: جس دن ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے جیسے دفتر تحریروں کو لپیٹتے ہیں۔ جس طرح ہم نے پہلی تخلیق کا آغاز کیا تھا اس کا اعادہ کریں گے۔ یہ وعدہ ہم پر فرض ہے یقیناً ہم یہ کرگزرنے والے ہیں۔(الانبیاء ۱۰۵)

بلیک ہول کی سائنسی وضاحت اس قرآنی بیان سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے لپٹی ہوئی تحریروں کی مثال دی ہے اسی طرح بلیک ہول ہر چیز کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے اور پھر خدا دوبارہ ایک نئی پیدائش کا آغاز فرماتا ہے۔ اور اس کا اعادہ کرنا اللہ تعالیٰ نے خود پر فرض کیا ہے۔

لہذا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''جہاں تک ایک واحد کائناتی بلیک ہول کے تصور کا تعلق ہے اس کی بنیاد بگ بینگ تھیوری ہے جسکو قرآن کی مکمل حمایت حاصل ہے بعض سائنسدان ایک اوپن (open) کائنات کا تصور پیش کرتے ہیں انھیں یہ یقین ہے کہ کائنات متواتر پھیلتی چلی جائیگی یہاں تک کہ خلائی مادہ نہایت باریک ہو کر منتشر ہو جائیگا اور مرکزی کشش ثقل کے اثر سے نکل جائیگا یہ تصور کائنات کے دوبارہ اکٹھے ہونے اور دوبارہ پیدا ہونے کی نفی کرتا ہے۔ قرآن اس تصور کی قطعی طور پر نفی کر رہا ہے۔ یہ بات صاف، واضح اور قطعی ہے کہ ایک واحدانیت سے کائنات کا آغاز ہوا اور ایک واحدانیت میں ہی یہ دوبارہ ڈوب جائیگی۔ خدا کی وحدانیت اور اسی کا تخلیق کردہ دھماکہ اور پھر دوبارہ تخلیق کی خدا کی واحدانیت میں واپسی اس سے زیادہ اچھے الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی انا للہ وانا الیہ راجعون (البقرہ:۱۵۷)''

(Revelation Rationality Knowledge and Truth Page 315)

بلیک ہول کے بارے میں جاری جدید تحقیقات

آج کل بلیک ہول کے بارے میں سائنسدان اس کوشش میں ہیں کوئی خلائی مشین اس میں بھیجی جائے اگرچہ فی الحال اسکا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ لیکن شاید سائنسدانوں کی مستقبل کی نسل ایسا کچھ کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اس کے علاوہ جولائی ۲۰۰۴ء میں سٹیفن ہاکنگ نے اپنے ہی تیس سال پہلے بیان کردہ نظریہ کی تردید کی۔ جس میں اس نے کہا تھا کہ بلیک ہول اپنے اندر گرنے والی ہر شے کو تباہ کر دیتا ہے۔ اسکا کہنا کہ وہ غلط تھا اور شاید یہ ممکن ہے کہ بلیک ہول اپنے اندر موجود بعض معلومات کو کسی وقت میں باہر نکال دیتا ہو۔ اگر ان باتوں کے ثبوت مل جائیں تو شاید اس سے بلیک ہول کے ذریعے دوبارہ ایک نئی کائنات کی پیدائش کے عمل کی وضاحت بھی ہو جائے۔

حوالہ جات

Revelation Rationality Knowledge and Truth.

لغت لسان، الاقرب الموارد۔

http://www.crystalinks.com/black_holes.html

http://www.geocities.com/blackholeinfo/

http://curious.astro.cornell.edu/blackholes.php

http://www.newscientist.com/article/dn6151.html

نایاب ہیں ہم

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت وغم، اے ہم نفسو! وہ خواب ہیں ہم

اے درد! پتا کچھ تُو ہی بتا، اب تک یہ معمہ حل نہ ہوا
ہم میں ہے دلِ بے تاب نہاں یا آپ دلِ بے تاب ہیں ہم

میں حیرت وحسرت کا مارا، خاموش کھڑا ہوں ساحل پر
دریائے محبت کہتا ہے آ کچھ بھی نہیں پایاب ہیں ہم

ہو جائے بکھیڑا پار کہیں، پاس اپنے بلالیں بہتر ہے
اب دردِ جدائی سے ان کے اے آہ! بہت بے تاب ہیں ہم

لاکھوں ہی مسافر چلتے ہیں، منزل پہ پہنچتے ہیں دو ایک
اے اہلِ زمانہ قدر کرو نایاب نہ ہوں، کم یاب ہیں ہم

مرغانِ قفس کو پھولوں نے اے شاؔد یہ کہلا بھیجا ہے
آجاؤ، جو تم کو آنا ہو، ایسے میں، ابھی شاداب ہیں ہم

(شاؔد عظیم آبادی)

انسان کا عظیم الشان دماغ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان فرمودہ ایک واقعہ

(مرسلہ: مکرم شمشاد احمد صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

انسانی دماغ

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنا عظیم الشان دماغ دیا ہے کہ سائنسدان جنہوں نے دماغ پر غور کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم دماغ کا ہزارواں حصہ بھی استعمال نہیں کر سکے Untapped Resources میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس کی چھان بین کرنے والے شکست تسلیم کر چکے ہیں کہ آج تک ہم سب سے کم جس چیز کو سمجھ سکے ہیں وہ انسانی دماغ ہے اور بد قسمتی یہ ہے کہ اس کا اکثر حصہ بغیر استعمال کے ہی پڑا رہ جاتا ہے۔ جس طرح دنیا کے پسماندہ ممالک میں ان کے اکثر ذرائع اور وسائل بغیر استعمال کے پڑے رہ جاتے ہیں، اسی طرح ان بیچاروں کے دماغ بھی بغیر استعمال کے پڑے رہ جاتے ہیں۔ جن قوموں نے اپنے دماغ کو استعمال کرنے کی جرأت کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے بڑے پھل دیئے ہیں۔

ایک طالب علم کا عزم

امریکہ میں ایک نوجوان سائنس کا سٹوڈنٹ تھا جس نے ابھی ڈگری بھی حاصل نہیں کی تھی۔ اس کے پروفیسر نے باتوں باتوں میں ایٹم بم کا ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ ایٹم بم تو میں بھی بنا سکتا ہوں۔ اس میں کون سی مشکل بات ہے پروفیسر نے کہا کہ تم کس طرح بنا سکتے ہو؟ تمہارے پاس نہ تو اسباب (Resources) ہیں، اور نہ تمہیں اتنا علم ہے۔ اس نے کہا جو باتیں آپ نے مجھے بتائیں ہیں ان کی رو سے، جس طرح باقی سائنسدان کرتے ہیں، لائبریریوں میں بیٹھ جاتے ہیں، یہ کتاب نکالی، وہ کتاب نکالی، اسی طرح جوڑ جاڑ کے میں بھی بنا سکتا ہوں۔ پروفیسر کو اس بات پر اتنا غصہ آیا کہ اس نے کہا تم میری کلاس سے نکل جاؤ۔ اگر تم اتنے قابل ہو تو تمہیں یہاں بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا میں اس شرط پر نکلوں گا کہ میرے لیکچر شارٹ (Short) یعنی کم نہ ہوں۔ کیونکہ میں نے پاس بھی تو ہونا ہے۔ اس نے کہا اچھا! پھر تمہارے ساتھ یہ شرط ہوگی کہ اگر فلاں تاریخ تک جو امتحان کی تاریخ ہے، تم نے ایٹم بم کا خاکہ Blue Print بنا دیا اور ہر پرزے کے متعلق مجھے بتا دیا کہ یہ اس طرح بنتا ہے تو میں یونیورسٹی کے بورڈ میں سفارش کروں گا کہ

تمہیں بغیر امتحان کے ڈگری عطا کر دی جائے اور اگر ایسا نہ کیا تو تم فیل شمار ہو گے اور کالج سے نکال دیئے جاؤ گے۔ اس نے کہا مجھے یہ چیلنج منظور ہے۔ یہ کہا اور اٹھ کر باہر نکل گیا۔ جانے سے پہلے اس نے کہا کہ ایک شرط میری بھی ہے آپ میرے گائیڈ ہیں۔ مجھے گائیڈ لائن ضرور دیں۔ اگر میں کہیں پھنستا ہوں تو بیشک تھوڑا وقت ہے لیکن میں آپ سے پوچھا کروں گا کہ فلاں مضمون کہاں ملتا ہے، مجھے بتائیں۔ اس نے کہا یہ تو میں بتا دوں گا لیکن یہ کہ کس کس قسم کے پرزے کہاں کہاں سے مل سکتے ہیں، اس میں میں تمہاری کوئی مدد نہیں کروں گا۔

غیر معمولی محنت کا نتیجہ

خیر، یہ چیلنج قبول ہو گیا اور بات آئی گئی ہو گئی۔ اس نے تحقیق شروع کی۔ آخر وہ دن آ پہنچا جب اس نے اپنا Thesis یعنی تحقیقی مقالہ پیش کرنا تھا۔ صرف ایک چیز اس کی اٹکی رہ گئی۔ ایک خاص قسم کا ایسا پرزہ تھا جو الیکٹرونک تھا اور Valve کا کام کرتا تھا۔ خاص کرنٹ کو Cutout (منقطع) کر کے کسی اور کرنٹ کو (جو بھی کرنٹ تھی) Pass کرنے کی اجازت دیتا تھا۔ اس بیچارے کو یہ پرزہ نہیں مل رہا تھا اور شرط یہ تھی کہ خاکہ ہر طرح سے مکمل ہو۔ ایک جگہ بھی اٹک گئے تو سمجھا جائیگا کہ ایٹم بم نہیں بنا ساری کوششیں بیکار گئیں۔ اس بیچارے کو سوچتے سوچتے اچانک دماغ میں آ گیا کہ Bell ٹیلیفون کی مشہور کمپنی ہے ان کے ہاں اس قسم کی کوئی چیز ضرور ہونی چاہئے۔ اس نے اُسی وقت Bell والوں کو فون کیا کہ اس قسم کا ایک پرزہ ہے جس کی یہ یہ خاصیتیں ہیں۔ اور وہ آپ کے پاس Available یعنی دستیاب ہے۔ اس نے کہا بہت اچھا! کیا نمبر ہے؟ اس کا نمبر اپنے Thesis میں نوٹ کیا اور ہانپتا کانپتا، سانس چڑھا ہوا وقت پر جا کر اس نے اپنا Thesis دے دیا۔ واپس آ کے اس بیچارے کو خیال آیا کہ میں نے اپنی طرف سے تو ایٹم بم بنا دیا ہے پتہ نہیں نتیجہ کیا نکلتا ہے جب انعامات کی تقسیم کا وقت آیا اور ڈگریاں تقسیم ہونی تھیں تو اس کی تلاش شروع ہوئی۔ یونیورسٹی کے پروفیسرز کا پورا بورڈ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کو بلایا گیا۔ انہوں نے اس کو کہا کہ ہم تمہیں غیر معمولی اعزازی ڈگری عطا کرنا چاہتے ہیں اور امریکن قوم کی طرف سے تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس احساس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ چیز ہو ہی نہیں سکتی اس لئے بہت سے Documents جو Secret ہو جانے چاہئیں تھے ان کو ہم نے لائبریریوں میں کھلا رکھا ہوا تھا۔ اب تمہارے اس مقالہ سے ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ یہ اتنی خطرناک چیز ہے کہ اب ہم نے ان Documents کو مہر بند (Seal) کروا دیا ہے۔ اور اب یہ پبلک کے استعمال کے لئے نہیں ہوں گے۔

تو بی ایس سی کا ایک معمولی طالب علم ایٹم بم کا پورا اور مکمل Blue Print تیار کر لیتا ہے۔ اس لئے کہ اس کو پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا بڑا دماغ دیا ہے کہ اگر میں اس کو استعمال کروں تو میرے لئے ترقی کے غیر متناہی رستے کھلے ہیں۔"

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ ۹۸،۹۹)
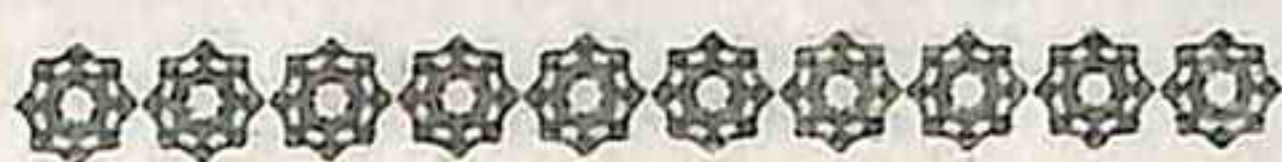
انتخاب

شگفتہ شگفتہ

(انتخاب: مکرم شیخ ولید احمد صاحب۔ دنیاپور)

ایک اعرابی سے کسی نے پوچھا! تم کھاتے کیا ہو۔

اس نے جواب دیا! اونٹ۔

اس نے پوچھا! پیتے کیا ہو۔

وہ بولا! اونٹ۔

اعرابی سے پوچھا! اوڑھتے کیا ہو۔

جواب ملا! اونٹ۔

پھر پوچھا! بچھاتے کیا ہو

جواب ملا! اونٹ۔

وہ تنگ آ کر پوچھنے لگا۔ مکان کا ہے کا بناتے ہو۔ سواری کس چیز پر کرتے ہو۔ اعرابی مسلسل اونٹ، اونٹ کی گردان کرتا رہا۔

سوال کرنے والے نے کہا! میرے ہر سوال کے جواب میں تم اونٹ کی تکرار کر رہے ہو۔ آخر مسئلہ کیا ہے۔ وہ بولا۔ اونٹ کا گوشت کھاتا ہوں۔ اونٹنی کا دودھ پیتا ہوں۔ اونٹ کی اون کے کپڑے پہنتا ہوں۔ انہی کو اوڑھتا ہوں۔ بچھاتا ہوں۔ اونٹ کی کھال کا خیمہ بنا کر اس میں رہتا ہوں اونٹ کی مینگنیاں جلاتا ہوں۔ اونٹ کی سواری کرتا ہوں اور اونٹ کا ہی کاروبار کرتا ہوں۔

❁❁❁❁❁

دربار خاص میں ''مخصوص مصاحب'' موجود تھے۔ انواع و اقسام کی اشیاء خورد ونوش کا دور چل رہا تھا۔ برتن سونے کے زیر استعمال تھے۔ ایک ضرورت مند نے ایک سونے کا پیالہ کپڑوں میں چھپالیا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے اس کی یہ حرکت دیکھ لی لیکن کچھ نہ کہا۔

جب یہ محفل اپنے اختتام کے قریب پہنچی تو ایک خدمتگار نے سونے کے پیالے کی گمشدگی کی خبر دی۔ ہارون الرشید مسکرادیئے اور کہا! کسی کو کچھ نہ کہو جس نے چرایا ہے وہ مانے گا نہیں اور جس نے دیکھا ہے وہ بتائے گا نہیں۔

❁❁❁❁❁
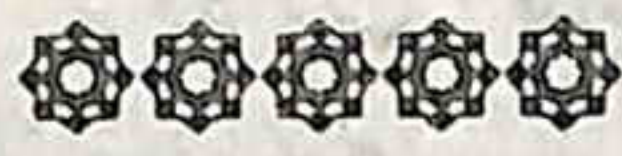
فارسی کا مشہور شاعر انوری ایک دفعہ بازار میں سے گزر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص اس کا کلام سنا رہا ہے اور لوگوں سے داد لے رہا ہے۔ ''انوری'' وہاں پر اس وقت تک رہے جب تک وہ شخص کلام سناتا رہا۔ آخر جب مجمع منتشر ہو گیا تو انہوں نے اس سے پوچھا! تم کس کا کلام سنا رہے ہو؟

اس نے کہا! اپنا۔

انہوں نے پوچھا! تمہارا نام کیا ہے؟

وہ بولا! انوری۔

انوری ہنس کر بولے! بھئی شعر چور تو ہم نے بہت دیکھے تھے لیکن ''شاعر چور'' آج دیکھا ہے۔

✿✿✿✿✿
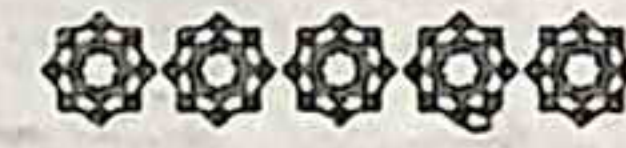
علامہ ابن جوزی بغدادی کی تالیف ''لطائف علمیہ'' میں ہے کہ ایک شخص مسجد میں نماز پڑھنے گیا۔ اس نے نیت باندھی تو کسی نے اس کا جوتا چرا کر یہودیوں کے کلیسا میں رکھ دیا جو بالکل مسجد کے متصل تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر اس نے جوتا ڈھونڈنا شروع کیا تو اسے کلیسا میں رکھا ہوا پایا تو جوتے کو کہنے لگا۔

براہو تیرا۔ میں اسلام لایا تو تُو یہودی ہو گیا۔

✿✿✿✿✿
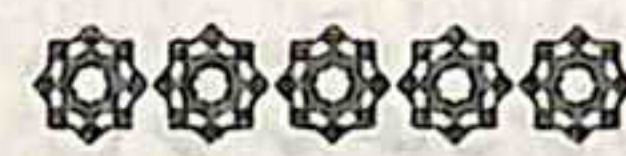
شیخ قلندر بخش جرأت اپنے دور کے مشہور شاعر تھے۔ انشاء کے دوست تھے مگر آنکھوں کی نعمت سے محروم تھے۔

ایک دن سید انشاء ''جرأت'' کو ملنے گئے۔ دیکھا سر جھکائے کچھ سوچ رہے ہیں۔

پوچھا! کس فکر میں ہیں۔

جواب ملا! ایک مصرعہ خیال میں ہے۔ چاہتا ہوں مطلع ہو جائے۔

انشاء نے پوچھا! کون سا مصرعہ؟

جرات نے کہا! خوب مصرعہ ہے مگر جب تک دوسرا مصرعہ نہ ہو جائے تب تک تمہیں نہیں سناؤں گا۔ کہیں تم مصرعہ لگا کر مجھ سے چھین نہ لو۔

سید انشاء نے بہت اصرار کیا۔ بالاخر جرأت نے یہ مصرعہ پڑھا۔

اس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی

سید انشاء نے فوراً اس پر گرہ لگا کر شعر پورا کر دیا۔

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جرأت ہنس پڑے اور عصا اٹھا کر مارنے کو دوڑے۔

✿✿✿✿✿
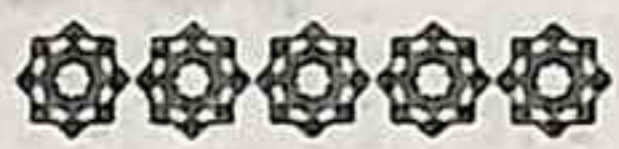
ایک دفعہ سید انشاء، نواب سعادت علی خان کے سامنے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ گرمی سے گھبرا کر دستار سر سے اُتار کر رکھ دی۔ مُنڈا ہوا سر دیکھ کر نواب کی طبیعت میں چُہل آئی اور ہاتھ بڑھا کر پیچھے سے ایک دھول ماری۔ سید انشاء نے جلدی سے دستار سر پر رکھ لی اور کہا! سبحان اللہ بچپن میں بزرگ سمجھایا کرتے تھے کہ ننگے سر کھانا نہ کھایا کرو شیطان دھولیں مارتا ہے۔ آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

✿✿✿✿✿

دلی میں شعر و سخن کے چراغ روشن تھے اور نہ صرف استادان فن اس علم و ہنر میں یکتا تھے بلکہ کنیزیں اور خدمت گار بھی روزمرہ کی گفتگو میں حسن محاورہ کو ملحوظ رکھتے تھے۔ اس زمانے میں ایک امیر سفر کر کے گھر واپس آئے اور پلنگ پر بیٹھ کر یہ شعر دہرانے لگ گئے۔

ہم نے کیا کیا نہ تیرے عشق میں محبوب کیا
صبرِ ایوب کیا، گریۂ یعقوب کیا

ایک بڑھیا ماما نئی ملازم ہوئی تھی۔ اس نے یہ شعر سن لیا۔ فوراً بوریا بستر باندھ لیا اور کہنے لگی اس گھر میں تو آپ ہی پیغمبری وقت پڑ رہا ہے بیچارے نوکروں پر کیا گزرے گی چلو بابا یہاں سے۔

❁❁❁❁❁
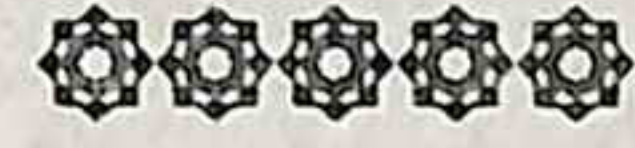
بابائے اُردو مولوی عبدالحق انجمن ترقی اُردو کا دفتر اَورنگ آباد سے دلی لے گئے۔

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی دریا گنج جا کر ان سے ملے اور کہا!

اگر پانی پت میں اُردو کی ترویج و اشاعت کے لئے کوئی جلسہ کیا جائے تو کیا آپ تشریف لائیں گے؟

بابائے اُردو بولے! اگر جہنم میں بھی اُردو کی حمایت و نصرت میں کوئی جلسہ منعقد ہوا تو وہاں بھی جانے میں مجھے خوشی ہوگی۔

❁❁❁❁❁
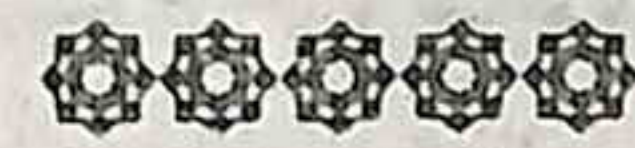
مولانا عبدالمجید سالک لکھتے ہیں ایک دن تیسرے پہر میں ڈاکٹر اقبال کے گھر گیا۔ باہر مولانا گرامی بیٹھے تھے۔ ان کے ساتھ آٹھ دس سنگترے پڑے تھے۔ میں نے کہا! مولانا سنگترے منگوائے ہیں۔ کہنے لگے! ہاں ابھی علی بخش لے آیا ہے۔

مجھے شرارت سوجھی تو میں نہ کہا! مولانا یہ تو کھٹے معلوم ہوتے ہیں۔

کہنے لگے! اچھا آپ کہتے ہیں تو ضرور کھٹے ہوں گے۔ یہ علی بخش بڑا ہی احمق ہے اسے کیا معلوم سنگترہ کس کو کہتے ہیں۔ جو کچھ کسی نے دے دیا اٹھا کر لے آیا۔ اس کے بعد علی بخش کو بلا کر کہا! یہ کھٹے سنگترے کیوں اٹھالائے ہو؟

اس نے جواب دیا! مولوی صاحب میٹھے ہیں۔

اس پر بگڑ کر بولے! سالک جیسا معتبر آدمی تو کہہ رہا ہے کھٹے ہیں اور یہ میٹھے بتا رہا ہے۔

علی بخش سمجھ گیا۔ ایک طرف ہو کر میرے آگے ہاتھ جوڑے۔ میں نے سنگتروں کو ٹٹول کر دیکھا اور کہا! مولانا غلطی ہوگئی یہ تو ناگپوری ہیں ضرور میٹھے ہوں گے۔

یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے! ہاں ضرور میٹھے ہوں گے۔ میں تو پہلے ہی جانتا تھا۔ سارے شمالی ہندوستان میں علی بخش جیسا سنگترہ فہم آدمی موجود نہیں۔

❁❁❁❁❁
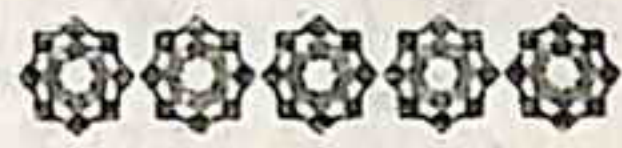
مولانا عبدالمجید سالک کہتے ہیں ایک دن میں اور حکیم فقیر محمد چشتی تانگہ میں سوار میکلوڈ روڈ جا رہے تھے کہ سامنے سے کیتھڈرل سکول کے بچوں کی بس گزری جس میں بہت سے بچے سوار تھے اور ایک بوڑھی عورت بطور نگران ساتھ بیٹھی تھی۔

میں نے یہ دیکھ کر کہا! حکیم صاحب ڈبہ اطفال جا رہا ہے۔

حکیم صاحب یہ سن کر ہنسے اور کہا! وہ بیچ میں ''اُم الصبیان'' بھی بیٹھی ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁
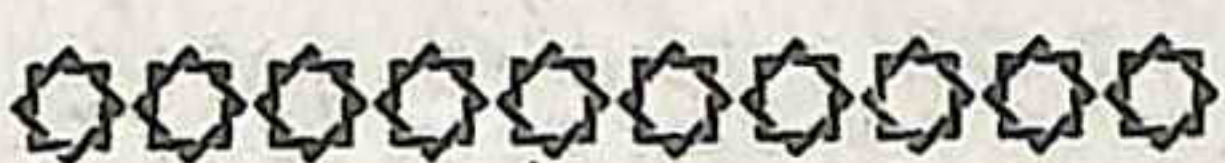
پاکستانی وامپورٹڈ شالیں، سکارف، جرسی، سویٹر، مفلر، رومال

تولیہ، بنیان اور جراب کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے

کارنر بھوانہ بازار، نزد گھنٹہ گھر، فیصل آباد

فون:041-2623495
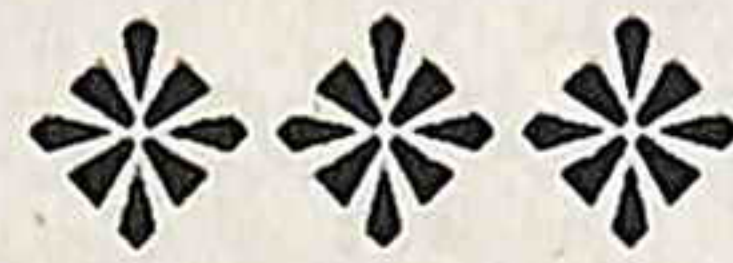
❋❋❋

ہم حضور کی درازئ عمر اور آپ کی قیادت میں عالمگیر جماعت کی

ترقیات کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

قائد مجلس وارا کین عاملہ

چک نمبر 288 ج ب

ضلع فیصل آباد

ہم عہد کرتے ہیں کہ قدرت ثانیہ کے دورِ خامسہ میں خدام الاحمدیہ کے عہد کی عملی تفسیر بن کر دکھائیں گے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تکمیل میں ہر آن تیار اور ثابت قدم رہیں گے۔ انشاء اللہ

منجانب

قائد مجلس وارا کین عاملہ

دارلذکر

ضلع فیصل آباد

اے اللہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو صحت و سلامتی والی لمبی فعال عمر عطا فرما۔ حضور پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما تا چلا جا اور حضورانور کے مبارک دور میں احمدیت کو غلبہ عطا فرما۔ آمین

منجانب

قائد مجلس وارا کین عاملہ

دار لفضل

ضلع فیصل آباد

''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی''۔

(المصلح الموعود)

خدا تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد مجلس و عاملہ

فضل عمر ضلع فیصل آباد

ہم حضور کی درازئ عمر اور آپ کی قیادت میں عالمگیر جماعت کی ترقیات کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

قائد مجلس و اراکین عاملہ

چک نمبر 193 رب لاٹھیانوالہ

ضلع فیصل آباد

خداکے فضل اور رحم کے ساتھ

زرمبادلہ کمانے کا بہترین ذریعہ۔ کاروباری سیاحتی، بیرون ملک مقیم احمدی بھائیوں کے لئے ہاتھ کے بنے ہوئے قالین ساتھ لے جائیں۔

ڈیزائن

بخارا، اصفحان، شجر کار، ویجی ٹیبل

ڈائز، کوکیشن افغانی وغیرہ

12۔ ٹیگور پارک نکلسن روڈ لاہور۔ عقب شوبرا ہوٹل

فون: 042-6306163-6368130 فیکس: 042-6368134

E-mail:muaazkhan786@hotmail.com

Higher Education in Foreign Universities

We provide serveices to get admissions in U.K, USA, Canada, Ireland, Switzerland, Australia, Cyprus, Holland, Ukrane, China (China for MBBS)

Free Higher Education

Denmark Norway & Germany

Also join our IELTS,TOEFL, German, MCAT, ECAT-GRE-GMAT SAT I/11 Classes. Get your appointment today.

Education Concern

Mr Frarrukh Luqman. Mr. Sohail Akhtar
829-C, Faisal Town Lahore.
Cell# 0301-44 11 770\0301-4499 107\0300-4721 803\0333-469 60 98
Phone# 042-5177124 Cell#0300-4721863 Fax#042-5164619
Email: edu concern@cyber.net.pk URL. www.educoncern.tk

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمۡ

منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ در مدح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سید ولد آدم، صلی اللہ علیہ و سلم
سب نبیوں سے افضل و اکرم، صلی اللہ علیہ وسلم
نام محمدؐ، کام مکرّم، صلی اللہ علیہ و سلم
ہادیٔ کامل، رہبرِ اعظم، صلی اللہ علیہ و سلم
آپؐ کے جلوۂ حسن کے آگے، شرم سے نوروں والے بھاگے
مہر و ماہ نے توڑ دیا دم، صلی اللہ علیہ و سلم
اِک جلوے میں آناً فاناً بھر دیا عالم، کر دیئے روشن
اُتّر دَکّھن پُورب پچّھم، صلی اللہ علیہ و سلم

اول و آخر، شارع و خاتم
صلی اللہ علیہ و سلم

شیریں بول، انفاس مطہر، نیک خصائل، پاک شمائل
حاملِ فرقاں، عالم و عامل، علم و عمل دونوں میں کامل
جو اس کی سرکار میں پہنچا، اس کی یوں پلٹا دی کایا
جیسے کبھی بھی خام نہیں تھا، ماں نے جنا تھا گویا کامل
اس کے فیضِ نگاہ سے وَحشی، بن گئے حلم سکھانے والے
معطی بن گئے شہرۂ عالم، اس عالی دربار کے سائل
نبیوں کا سرتاج، ابنائے آدم کا معراج محمدؐ
ایک جست میں طے کر ڈالے، وصلِ خدا کے ہفت مراحل

ربِّ عظیم کا بندۂ اعظم
صلی اللہ علیہ و سلم

(کلام طاہر)

Monthly
KHALID

Editor:
Mansoor Ahmad Nooruddin

May 2006
Regd. CPL # 75/FD